

۱- مسلمانوں کے درمیان حدیث سے متعلق نظریات اور موقف

مسلمانوں کے درمیان حدیث کے متعلق چار نظریات پائے جاتے ہیں

۱- کچھ ہر چیز کو قبول کر لیتے ہیں

یہ گروہ جو کہ ہر اس چیز کو تسلیم کر لیتا ہے جسے اللہ کے نبی ﷺ کے نام پر بیان کیا جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس بات سے لاعلم ہوتے ہیں کہ کچھ حدیثوں کو نبی ﷺ کے نام پر گڑھ لیا گیا ہے۔ اور انہیں اس خطرناک مسئلہ کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ نبی ﷺ کے نام میں جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ جب کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“

(صحیح بخاری: ۱۰۸: انس رضی اللہ عنہ)

جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا تو وہ یقیناً اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

۲- ہر چیز کو رد کر دیتے ہیں

یہ گروہ پہلے گروہ کے بالکل مخالف ہے جو ہر حدیث کو رد کر دیتا ہے۔ جن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے حدیث کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

۳- صرف اسی چیز کو قبول کرتا ہے جو ان کی عقل مانتی ہے

اس گروہ نے حدیث کے قبول کرنے اور رد کرنے میں اپنی نئی اصطلاح کو ایجاد کیا ہے۔ اگر حدیث ان کی عقل سے ٹکراتی ہے یا سائنس یا قرآن کی باتوں سے ان کی سوچ کے مطابق حدیث میں ٹکراؤ ظاہر ہوتا ہے وہ اسے رد کر دیتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو سونے کو روشنی میں چیک کرتا ہے۔ اگر وہ چمکتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ سونا اصلی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ کئی غلطیاں اس طریقہ سے اس سے ہو جائیں۔ بسا اوقات وہ ایسی چیز کو لے سکتا ہے جسے وہ سونا سمجھے لیکن وہ سونا نہ ہو اور کبھی ایسا ہوگا کہ وہ قیمتی سونے کو خراب چمک کی وجہ سے چھوڑ دے۔

۴- جو صحیح کو لیتا ہے اور غلط کو چھوڑ دیتا ہے

حدیث کو لینے اور چھوڑنے میں یہی صحیح طریقہ ہے کہ صحیح کو لیا جائے اور غلط کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ غلط ثابت ہو جائے۔ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر آپ اصول حدیث، اسماء الرجال اور حدیث کے بنیادی اصولوں میں ماہر ہیں تو آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ کون سی حدیث صحیح ہے لیکن اگر آپ ماہر نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی ہمیں راستہ دکھایا ہے جیسا کہ سورہ نحل ۱۶: ۴۳، سورہ انبیاء ۲۱: ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”تم اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔“

حدیث کی اہمیت اور اس کی حجیت

حدیث یہ اسلام کی بلا تفریق دوسری بنیاد ہے۔ نیچے حدیث کی اہمیت کے تعلق سے چھ نقاط دیئے گئے ہیں۔ یہ نقاط حدیث کی اہمیت کی پختہ وضاحت کرتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ حدیث ہم پر حجت ہے۔

پہلی وجہ: نبی ﷺ کی اتباع

۳- اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ جل شانہ نے بیان فرمایا

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

(آل عمران: ۳۲)

آپ ان سے کہہ دیجئے! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اگر وہ پیٹھ پھیریں تو (یاد رکھیں) اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

یہاں اللہ نے بتلایا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں وہ کافروں کی طرح عمل کرتے ہیں۔

”اللہ کی اطاعت کرو“ یہ جملہ قرآن کی جانب اشارہ کرتا ہے اور ”رسول کی اطاعت“ یہ جملہ حدیث کی جانب اشارہ کرتا ہے اور درمیان میں لفظ ”واو“ یہ وضاحت کر رہا ہے

کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول الگ الگ چیز ہے نہ کہ ایک جیسا کہ بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

اور اللہ نے کہا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور (عربی لفظ ”واو“ کے ساتھ) رسول کی اطاعت کرو۔ نہ کہ یہ کہا کہ اللہ کی اطاعت کرو پھر (عربی لفظ ”ثم“ کے ساتھ)

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر کہتے ہیں

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

”اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو“۔ آئیے! ہم قرآن کی کچھ اور آیتیں دیکھیں۔

۱۔ نبی ﷺ کی اتباع کی اہمیت

اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اے ایمان والو! تم اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی جانب لوٹا دو اگر تم اللہ

(نساء: ۵۹)

اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہت ہی بہتر اور، باعتبار انجام بہت ہی اچھا ہے۔

اور پردی ہوئی آیتوں سے چند نتائج سامنے آتے ہیں

(الف) عربی لفظ ((اطیعوا)) جس کا معنی ہے اطاعت کرنا صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے استعمال ہوا ہے نہ کہ ”اختیار والوں“ کے لئے۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ صرف اللہ

کے رسول ﷺ کی بات ہی بلا دلیل تسلیم کی جائے گی باقی کسی اور فرد کی بات کے لئے ہمیں قرآن اور حدیث سے دلیل کی ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اگر کسی بات میں اختلاف

ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہونے کا حکم ہے نہ کہ اختیار والوں کی طرف۔

(ب) یہ جملہ کہ ”اطاعت کرو اللہ کی“ قرآن کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ”اطاعت کرو رسول کی“ نبی ﷺ کی سنت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور عربی میں لفظ ”و“ یعنی اور اس بات کی

خبر دیتا ہے کہ یہ دو چیزیں ہیں نہ کہ ایک ہی۔ (جیسا کہ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں)

(ج) اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ ”اطاعت کرو اللہ کی اور“ (جس کے لئے عربی میں ”و“ استعمال ہوا ہے) اطاعت کرو رسول کی۔ نہ کہ یہ بتاتے ہیں کہ اطاعت کرو اللہ کی پھر (جس کے لئے

عربی میں ”ثم“ استعمال ہوتا ہے) اطاعت کرو رسول کی۔

(د) اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ”اگر تمہارا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف (اور یعنی لفظ ”و“) اور اس کے رسول کی طرف۔

(ه) آیت بتاتی ہے کہ حقیقی ایمان والے وہ ہیں جو اپنے اختلافات کو صرف اللہ کی طرف نہیں بلکہ ساتھ ساتھ اس کے رسول کی طرف بھی لوٹاتے ہیں۔ اور ہاں قرآن اور حدیث دونوں

ایک ساتھ اختلاف کے معاملہ میں انصاف کے معیار کو پیش کرتے ہیں۔

(و) آیت کی شروعات ہوتی ہے ”اے ایمان والو!“ سے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی اتباع صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے نہیں بلکہ تمام مومنوں کے لئے ہے۔

۲- رسول ﷺ کی اطاعت سے اللہ کی رحمت کشادہ ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتے ہیں

وَ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(آل عمران ۱۳۳)

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سورہ جن میں فرماتے ہیں

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا

(جن ۷۲: ۲۳)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۳- نبی ﷺ کی نافرمانی ہمارے اعمال کو برباد کر سکتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

(محمد ۳۳: ۳۷)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

۵- رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے

جو لوگ رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں ہم ان کے بارے میں اتنی سخت بات کیوں پاتے ہیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتے ہیں:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے پیٹھ پھیرا (انکار کیا) تو ہم نے آپ کو ان پر نگراں نہیں بنایا ہے۔ (النساء: ۸۰)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ

جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

معلوم ہوا کہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے وہ خود سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔

حقیقت میں قرآن کریم اعلان کرتا ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

(سورہ نجم ۵۳: ۳)

اور وہ (یعنی اللہ کے رسول ﷺ) اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے مگر وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ واضح کر رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی طرف سے شریعت کے معاملہ میں اپنی خواہشات سے کچھ نہیں کہا کرتے تھے لیکن وہ اللہ کی طرف سے رہنمائی اور ہدایت ہوتی تھی

اس لئے جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے تو گویا کہ وہ اللہ ہی کی اطاعت کر رہا ہے۔ جس کا مخالف معنی یہ ہے کہ جس نے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

قرآن کا مقام و مرتبہ

قرآن اپنا ایک خاص مقام اور مرتبہ رکھتا ہے۔ قرآن ہی کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ

وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَا مٌ حَرْفٌ وَمِمْ حَرْفٌ

جس نے قرآن کے ایک حرف کو پڑھا اس کے بدلہ میں اسے ایک نیکی دی جائے گی اور ایک نیکی کا بدلہ اس جیسی دس نیکیوں کے برابر ہوگا اور میں نہیں کہتا کہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی: ۲۹۱۰) (صحیح الجامع: ۶۳۶۹)

قرآن کی کئی خصوصیات ہیں جو صرف قرآن ہی میں ہیں۔ جن کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ حشر میں ہے

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اس کو دیکھتے کہ خوف الہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ (حشر: ۵۹)

اسی طرح سورہ بقرہ میں ہے

فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ

(بقرہ: ۲۳)

”اسی طرح کی ایک سورہ لے کر آؤ۔“

قرآن اور حدیث اتباع میں ایک ہی درجہ کے کس طرح ہو سکتے ہیں

لہذا جب بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا معاملہ آئے گا تو قرآن اور حدیث کے درمیان فرق نہیں کیا جائے گا۔ اطاعت کے معاملہ میں دونوں ایک ہی درجہ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم قرآن میں ایک ساتھ بار بار دیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

۶۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے اللہ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (نساء: ۱۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى

قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اسکے جس نے انکار کیا، صحابہ نے پوچھا: کون ہے جو انکار کرے گا آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

(بخاری: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۳۵۱۳)

۷۔ نبی ﷺ کی اطاعت کرنا مومنوں کی علامت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

يُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُرحِمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

مومن مرد اور مومنہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مدرگار) دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

(توبہ: ۷۹)

اسی طرح سورہ انفال میں ہے

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(انفال: ۱۸)

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اگر تم مومن ہو۔

۸۔ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی محبت کو بڑھانے کا ذریعہ ہے

ہم اللہ رب العالمین کو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کئے بغیر خوش ہی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ صاف طور سے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

کہہ دو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (اگر ایسا کرو گے) تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے

(آل عمران: ۳)

والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی، خوشنودی نبی ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ یہ ہے اسلام میں اتباع رسول ﷺ کی اہمیت!

(اسی طرح نبی ﷺ کی اتباع کی تاکید پر دیکھیں۔ سورہ اعراف: ۷: ۱۵۸-۱۵۹۔)

۹۔ نبی ﷺ کی اتباع کی اہمیت سے متعلق ایک اہم نکتہ

مکمل قرآن میں کوئی ایسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی ہی اطاعت کا حکم دیا ہو نبی ﷺ کی اطاعت کا ذکر کئے بغیر، اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہے کہ جہاں اللہ نے اپنی اطاعت نہ کرنے پر دھمکی دی ہو لیکن ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی نافرمانی کرنے کا خطرہ بھی ذکر کر دیا ہے۔ یہ سنت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ وہ بھی دین حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے بغیر کسی تفریق کے۔ ایک جگہ تو ہم پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اطاعت کا ذکر کیا ہے اپنی اطاعت کا بیان کئے بغیر۔

جیسا کہ سورہ نور میں ہے

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے نبی کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (نور: ۲۳: ۵۶)۔ سورہ نساء: ۲۴: ۲۴۔ بھی دیکھیں۔

رسول کی اطاعت حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اس کے ضمن میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کی اطاعت حقیقت میں ہو ہی نہیں سکتی مگر اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ۔ ساتھ ہی ساتھ، اس شبہ کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا ہے کہ رسول کی اطاعت کی جائے یا نہ کی جائے۔

(نساء: ۲۴: ۲۴۔ سورہ مائدہ: ۶۹: ۹۲۔ سورہ اعراف: ۸: ۲۰۔ سورہ اعراف: ۸: ۲۴۔ ۸: ۲۶۔ ۸: ۲۷۔ ۸: ۲۸۔ ۸: ۲۹۔ ۸: ۳۰۔ ۸: ۳۱۔ ۸: ۳۲۔ ۸: ۳۳۔ ۸: ۳۴۔ ۸: ۳۵۔ ۸: ۳۶۔ ۸: ۳۷۔ ۸: ۳۸۔ ۸: ۳۹۔ ۸: ۴۰۔ ۸: ۴۱۔ ۸: ۴۲۔ ۸: ۴۳۔ ۸: ۴۴۔ ۸: ۴۵۔ ۸: ۴۶۔ ۸: ۴۷۔ ۸: ۴۸۔ ۸: ۴۹۔ ۸: ۵۰۔ ۸: ۵۱۔ ۸: ۵۲۔ ۸: ۵۳۔ ۸: ۵۴۔ ۸: ۵۵۔ ۸: ۵۶۔ ۸: ۵۷۔ ۸: ۵۸۔ ۸: ۵۹۔ ۸: ۶۰۔ ۸: ۶۱۔ ۸: ۶۲۔ ۸: ۶۳۔ ۸: ۶۴۔ ۸: ۶۵۔ ۸: ۶۶۔ ۸: ۶۷۔ ۸: ۶۸۔ ۸: ۶۹۔ ۸: ۷۰۔ ۸: ۷۱۔ ۸: ۷۲۔ ۸: ۷۳۔ ۸: ۷۴۔ ۸: ۷۵۔ ۸: ۷۶۔ ۸: ۷۷۔ ۸: ۷۸۔ ۸: ۷۹۔ ۸: ۸۰۔ ۸: ۸۱۔ ۸: ۸۲۔ ۸: ۸۳۔ ۸: ۸۴۔ ۸: ۸۵۔ ۸: ۸۶۔ ۸: ۸۷۔ ۸: ۸۸۔ ۸: ۸۹۔ ۸: ۹۰۔ ۸: ۹۱۔ ۸: ۹۲۔ ۸: ۹۳۔ ۸: ۹۴۔ ۸: ۹۵۔ ۸: ۹۶۔ ۸: ۹۷۔ ۸: ۹۸۔ ۸: ۹۹۔ ۸: ۱۰۰۔ ۸: ۱۰۱۔ ۸: ۱۰۲۔ ۸: ۱۰۳۔ ۸: ۱۰۴۔ ۸: ۱۰۵۔ ۸: ۱۰۶۔ ۸: ۱۰۷۔ ۸: ۱۰۸۔ ۸: ۱۰۹۔ ۸: ۱۱۰۔ ۸: ۱۱۱۔ ۸: ۱۱۲۔ ۸: ۱۱۳۔ ۸: ۱۱۴۔ ۸: ۱۱۵۔ ۸: ۱۱۶۔ ۸: ۱۱۷۔ ۸: ۱۱۸۔ ۸: ۱۱۹۔ ۸: ۱۲۰۔ ۸: ۱۲۱۔ ۸: ۱۲۲۔ ۸: ۱۲۳۔ ۸: ۱۲۴۔ ۸: ۱۲۵۔ ۸: ۱۲۶۔ ۸: ۱۲۷۔ ۸: ۱۲۸۔ ۸: ۱۲۹۔ ۸: ۱۳۰۔ ۸: ۱۳۱۔ ۸: ۱۳۲۔ ۸: ۱۳۳۔ ۸: ۱۳۴۔ ۸: ۱۳۵۔ ۸: ۱۳۶۔ ۸: ۱۳۷۔ ۸: ۱۳۸۔ ۸: ۱۳۹۔ ۸: ۱۴۰۔ ۸: ۱۴۱۔ ۸: ۱۴۲۔ ۸: ۱۴۳۔ ۸: ۱۴۴۔ ۸: ۱۴۵۔ ۸: ۱۴۶۔ ۸: ۱۴۷۔ ۸: ۱۴۸۔ ۸: ۱۴۹۔ ۸: ۱۵۰۔ ۸: ۱۵۱۔ ۸: ۱۵۲۔ ۸: ۱۵۳۔ ۸: ۱۵۴۔ ۸: ۱۵۵۔ ۸: ۱۵۶۔ ۸: ۱۵۷۔ ۸: ۱۵۸۔ ۸: ۱۵۹۔ ۸: ۱۶۰۔ ۸: ۱۶۱۔ ۸: ۱۶۲۔ ۸: ۱۶۳۔ ۸: ۱۶۴۔ ۸: ۱۶۵۔ ۸: ۱۶۶۔ ۸: ۱۶۷۔ ۸: ۱۶۸۔ ۸: ۱۶۹۔ ۸: ۱۷۰۔ ۸: ۱۷۱۔ ۸: ۱۷۲۔ ۸: ۱۷۳۔ ۸: ۱۷۴۔ ۸: ۱۷۵۔ ۸: ۱۷۶۔ ۸: ۱۷۷۔ ۸: ۱۷۸۔ ۸: ۱۷۹۔ ۸: ۱۸۰۔ ۸: ۱۸۱۔ ۸: ۱۸۲۔ ۸: ۱۸۳۔ ۸: ۱۸۴۔ ۸: ۱۸۵۔ ۸: ۱۸۶۔ ۸: ۱۸۷۔ ۸: ۱۸۸۔ ۸: ۱۸۹۔ ۸: ۱۹۰۔ ۸: ۱۹۱۔ ۸: ۱۹۲۔ ۸: ۱۹۳۔ ۸: ۱۹۴۔ ۸: ۱۹۵۔ ۸: ۱۹۶۔ ۸: ۱۹۷۔ ۸: ۱۹۸۔ ۸: ۱۹۹۔ ۸: ۲۰۰۔ ۸: ۲۰۱۔ ۸: ۲۰۲۔ ۸: ۲۰۳۔ ۸: ۲۰۴۔ ۸: ۲۰۵۔ ۸: ۲۰۶۔ ۸: ۲۰۷۔ ۸: ۲۰۸۔ ۸: ۲۰۹۔ ۸: ۲۱۰۔ ۸: ۲۱۱۔ ۸: ۲۱۲۔ ۸: ۲۱۳۔ ۸: ۲۱۴۔ ۸: ۲۱۵۔ ۸: ۲۱۶۔ ۸: ۲۱۷۔ ۸: ۲۱۸۔ ۸: ۲۱۹۔ ۸: ۲۲۰۔ ۸: ۲۲۱۔ ۸: ۲۲۲۔ ۸: ۲۲۳۔ ۸: ۲۲۴۔ ۸: ۲۲۵۔ ۸: ۲۲۶۔ ۸: ۲۲۷۔ ۸: ۲۲۸۔ ۸: ۲۲۹۔ ۸: ۲۳۰۔ ۸: ۲۳۱۔ ۸: ۲۳۲۔ ۸: ۲۳۳۔ ۸: ۲۳۴۔ ۸: ۲۳۵۔ ۸: ۲۳۶۔ ۸: ۲۳۷۔ ۸: ۲۳۸۔ ۸: ۲۳۹۔ ۸: ۲۴۰۔ ۸: ۲۴۱۔ ۸: ۲۴۲۔ ۸: ۲۴۳۔ ۸: ۲۴۴۔ ۸: ۲۴۵۔ ۸: ۲۴۶۔ ۸: ۲۴۷۔ ۸: ۲۴۸۔ ۸: ۲۴۹۔ ۸: ۲۵۰۔ ۸: ۲۵۱۔ ۸: ۲۵۲۔ ۸: ۲۵۳۔ ۸: ۲۵۴۔ ۸: ۲۵۵۔ ۸: ۲۵۶۔ ۸: ۲۵۷۔ ۸: ۲۵۸۔ ۸: ۲۵۹۔ ۸: ۲۶۰۔ ۸: ۲۶۱۔ ۸: ۲۶۲۔ ۸: ۲۶۳۔ ۸: ۲۶۴۔ ۸: ۲۶۵۔ ۸: ۲۶۶۔ ۸: ۲۶۷۔ ۸: ۲۶۸۔ ۸: ۲۶۹۔ ۸: ۲۷۰۔ ۸: ۲۷۱۔ ۸: ۲۷۲۔ ۸: ۲۷۳۔ ۸: ۲۷۴۔ ۸: ۲۷۵۔ ۸: ۲۷۶۔ ۸: ۲۷۷۔ ۸: ۲۷۸۔ ۸: ۲۷۹۔ ۸: ۲۸۰۔ ۸: ۲۸۱۔ ۸: ۲۸۲۔ ۸: ۲۸۳۔ ۸: ۲۸۴۔ ۸: ۲۸۵۔ ۸: ۲۸۶۔ ۸: ۲۸۷۔ ۸: ۲۸۸۔ ۸: ۲۸۹۔ ۸: ۲۹۰۔ ۸: ۲۹۱۔ ۸: ۲۹۲۔ ۸: ۲۹۳۔ ۸: ۲۹۴۔ ۸: ۲۹۵۔ ۸: ۲۹۶۔ ۸: ۲۹۷۔ ۸: ۲۹۸۔ ۸: ۲۹۹۔ ۸: ۳۰۰۔ ۸: ۳۰۱۔ ۸: ۳۰۲۔ ۸: ۳۰۳۔ ۸: ۳۰۴۔ ۸: ۳۰۵۔ ۸: ۳۰۶۔ ۸: ۳۰۷۔ ۸: ۳۰۸۔ ۸: ۳۰۹۔ ۸: ۳۱۰۔ ۸: ۳۱۱۔ ۸: ۳۱۲۔ ۸: ۳۱۳۔ ۸: ۳۱۴۔ ۸: ۳۱۵۔ ۸: ۳۱۶۔ ۸: ۳۱۷۔ ۸: ۳۱۸۔ ۸: ۳۱۹۔ ۸: ۳۲۰۔ ۸: ۳۲۱۔ ۸: ۳۲۲۔ ۸: ۳۲۳۔ ۸: ۳۲۴۔ ۸: ۳۲۵۔ ۸: ۳۲۶۔ ۸: ۳۲۷۔ ۸: ۳۲۸۔ ۸: ۳۲۹۔ ۸: ۳۳۰۔ ۸: ۳۳۱۔ ۸: ۳۳۲۔ ۸: ۳۳۳۔ ۸: ۳۳۴۔ ۸: ۳۳۵۔ ۸: ۳۳۶۔ ۸: ۳۳۷۔ ۸: ۳۳۸۔ ۸: ۳۳۹۔ ۸: ۳۴۰۔ ۸: ۳۴۱۔ ۸: ۳۴۲۔ ۸: ۳۴۳۔ ۸: ۳۴۴۔ ۸: ۳۴۵۔ ۸: ۳۴۶۔ ۸: ۳۴۷۔ ۸: ۳۴۸۔ ۸: ۳۴۹۔ ۸: ۳۵۰۔ ۸: ۳۵۱۔ ۸: ۳۵۲۔ ۸: ۳۵۳۔ ۸: ۳۵۴۔ ۸: ۳۵۵۔ ۸: ۳۵۶۔ ۸: ۳۵۷۔ ۸: ۳۵۸۔ ۸: ۳۵۹۔ ۸: ۳۶۰۔ ۸: ۳۶۱۔ ۸: ۳۶۲۔ ۸: ۳۶۳۔ ۸: ۳۶۴۔ ۸: ۳۶۵۔ ۸: ۳۶۶۔ ۸: ۳۶۷۔ ۸: ۳۶۸۔ ۸: ۳۶۹۔ ۸: ۳۷۰۔ ۸: ۳۷۱۔ ۸: ۳۷۲۔ ۸: ۳۷۳۔ ۸: ۳۷۴۔ ۸: ۳۷۵۔ ۸: ۳۷۶۔ ۸: ۳۷۷۔ ۸: ۳۷۸۔ ۸: ۳۷۹۔ ۸: ۳۸۰۔ ۸: ۳۸۱۔ ۸: ۳۸۲۔ ۸: ۳۸۳۔ ۸: ۳۸۴۔ ۸: ۳۸۵۔ ۸: ۳۸۶۔ ۸: ۳۸۷۔ ۸: ۳۸۸۔ ۸: ۳۸۹۔ ۸: ۳۹۰۔ ۸: ۳۹۱۔ ۸: ۳۹۲۔ ۸: ۳۹۳۔ ۸: ۳۹۴۔ ۸: ۳۹۵۔ ۸: ۳۹۶۔ ۸: ۳۹۷۔ ۸: ۳۹۸۔ ۸: ۳۹۹۔ ۸: ۴۰۰۔ ۸: ۴۰۱۔ ۸: ۴۰۲۔ ۸: ۴۰۳۔ ۸: ۴۰۴۔ ۸: ۴۰۵۔ ۸: ۴۰۶۔ ۸: ۴۰۷۔ ۸: ۴۰۸۔ ۸: ۴۰۹۔ ۸: ۴۱۰۔ ۸: ۴۱۱۔ ۸: ۴۱۲۔ ۸: ۴۱۳۔ ۸: ۴۱۴۔ ۸: ۴۱۵۔ ۸: ۴۱۶۔ ۸: ۴۱۷۔ ۸: ۴۱۸۔ ۸: ۴۱۹۔ ۸: ۴۲۰۔ ۸: ۴۲۱۔ ۸: ۴۲۲۔ ۸: ۴۲۳۔ ۸: ۴۲۴۔ ۸: ۴۲۵۔ ۸: ۴۲۶۔ ۸: ۴۲۷۔ ۸: ۴۲۸۔ ۸: ۴۲۹۔ ۸: ۴۳۰۔ ۸: ۴۳۱۔ ۸: ۴۳۲۔ ۸: ۴۳۳۔ ۸: ۴۳۴۔ ۸: ۴۳۵۔ ۸: ۴۳۶۔ ۸: ۴۳۷۔ ۸: ۴۳۸۔ ۸: ۴۳۹۔ ۸: ۴۴۰۔ ۸: ۴۴۱۔ ۸: ۴۴۲۔ ۸: ۴۴۳۔ ۸: ۴۴۴۔ ۸: ۴۴۵۔ ۸: ۴۴۶۔ ۸: ۴۴۷۔ ۸: ۴۴۸۔ ۸: ۴۴۹۔ ۸: ۴۵۰۔ ۸: ۴۵۱۔ ۸: ۴۵۲۔ ۸: ۴۵۳۔ ۸: ۴۵۴۔ ۸: ۴۵۵۔ ۸: ۴۵۶۔ ۸: ۴۵۷۔ ۸: ۴۵۸۔ ۸: ۴۵۹۔ ۸: ۴۶۰۔ ۸: ۴۶۱۔ ۸: ۴۶۲۔ ۸: ۴۶۳۔ ۸: ۴۶۴۔ ۸: ۴۶۵۔ ۸: ۴۶۶۔ ۸: ۴۶۷۔ ۸: ۴۶۸۔ ۸: ۴۶۹۔ ۸: ۴۷۰۔ ۸: ۴۷۱۔ ۸: ۴۷۲۔ ۸: ۴۷۳۔ ۸: ۴۷۴۔ ۸: ۴۷۵۔ ۸: ۴۷۶۔ ۸: ۴۷۷۔ ۸: ۴۷۸۔ ۸: ۴۷۹۔ ۸: ۴۸۰۔ ۸: ۴۸۱۔ ۸: ۴۸۲۔ ۸: ۴۸۳۔ ۸: ۴۸۴۔ ۸: ۴۸۵۔ ۸: ۴۸۶۔ ۸: ۴۸۷۔ ۸: ۴۸۸۔ ۸: ۴۸۹۔ ۸: ۴۹۰۔ ۸: ۴۹۱۔ ۸: ۴۹۲۔ ۸: ۴۹۳۔ ۸: ۴۹۴۔ ۸: ۴۹۵۔ ۸: ۴۹۶۔ ۸: ۴۹۷۔ ۸: ۴۹۸۔ ۸: ۴۹۹۔ ۸: ۵۰۰۔ ۸: ۵۰۱۔ ۸: ۵۰۲۔ ۸: ۵۰۳۔ ۸: ۵۰۴۔ ۸: ۵۰۵۔ ۸: ۵۰۶۔ ۸: ۵۰۷۔ ۸: ۵۰۸۔ ۸: ۵۰۹۔ ۸: ۵۱۰۔ ۸: ۵۱۱۔ ۸: ۵۱۲۔ ۸: ۵۱۳۔ ۸: ۵۱۴۔ ۸: ۵۱۵۔ ۸: ۵۱۶۔ ۸: ۵۱۷۔ ۸: ۵۱۸۔ ۸: ۵۱۹۔ ۸: ۵۲۰۔ ۸: ۵۲۱۔ ۸: ۵۲۲۔ ۸: ۵۲۳۔ ۸: ۵۲۴۔ ۸: ۵۲۵۔ ۸: ۵۲۶۔ ۸: ۵۲۷۔ ۸: ۵۲۸۔ ۸: ۵۲۹۔ ۸: ۵۳۰۔ ۸: ۵۳۱۔ ۸: ۵۳۲۔ ۸: ۵۳۳۔ ۸: ۵۳۴۔ ۸: ۵۳۵۔ ۸: ۵۳۶۔ ۸: ۵۳۷۔ ۸: ۵۳۸۔ ۸: ۵۳۹۔ ۸: ۵۴۰۔ ۸: ۵۴۱۔ ۸: ۵۴۲۔ ۸: ۵۴۳۔ ۸: ۵۴۴۔ ۸: ۵۴۵۔ ۸: ۵۴۶۔ ۸: ۵۴۷۔ ۸: ۵۴۸۔ ۸: ۵۴۹۔ ۸: ۵۵۰۔ ۸: ۵۵۱۔ ۸: ۵۵۲۔ ۸: ۵۵۳۔ ۸: ۵۵۴۔ ۸: ۵۵۵۔ ۸: ۵۵۶۔ ۸: ۵۵۷۔ ۸: ۵۵۸۔ ۸: ۵۵۹۔ ۸: ۵۶۰۔ ۸: ۵۶۱۔ ۸: ۵۶۲۔ ۸: ۵۶۳۔ ۸: ۵۶۴۔ ۸: ۵۶۵۔ ۸: ۵۶۶۔ ۸: ۵۶۷۔ ۸: ۵۶۸۔ ۸: ۵۶۹۔ ۸: ۵۷۰۔ ۸: ۵۷۱۔ ۸: ۵۷۲۔ ۸: ۵۷۳۔ ۸: ۵۷۴۔ ۸: ۵۷۵۔ ۸: ۵۷۶۔ ۸: ۵۷۷۔ ۸: ۵۷۸۔ ۸: ۵۷۹۔ ۸: ۵۸۰۔ ۸: ۵۸۱۔ ۸: ۵۸۲۔ ۸: ۵۸۳۔ ۸: ۵۸۴۔ ۸: ۵۸۵۔ ۸: ۵۸۶۔ ۸: ۵۸۷۔ ۸: ۵۸۸۔ ۸: ۵۸۹۔ ۸: ۵۹۰۔ ۸: ۵۹۱۔ ۸: ۵۹۲۔ ۸: ۵۹۳۔ ۸: ۵۹۴۔ ۸: ۵۹۵۔ ۸: ۵۹۶۔ ۸: ۵۹۷۔ ۸: ۵۹۸۔ ۸: ۵۹۹۔ ۸: ۶۰۰۔ ۸: ۶۰۱۔ ۸: ۶۰۲۔ ۸: ۶۰۳۔ ۸: ۶۰۴۔ ۸: ۶۰۵۔ ۸: ۶۰۶۔ ۸: ۶۰۷۔ ۸: ۶۰۸۔ ۸: ۶۰۹۔ ۸: ۶۱۰۔ ۸: ۶۱۱۔ ۸: ۶۱۲۔ ۸: ۶۱۳۔ ۸: ۶۱۴۔ ۸: ۶۱۵۔ ۸: ۶۱۶۔ ۸: ۶۱۷۔ ۸: ۶۱۸۔ ۸: ۶۱۹۔ ۸: ۶۲۰۔ ۸: ۶۲۱۔ ۸: ۶۲۲۔ ۸: ۶۲۳۔ ۸: ۶۲۴۔ ۸: ۶۲۵۔ ۸: ۶۲۶۔ ۸: ۶۲۷۔ ۸: ۶۲۸۔ ۸: ۶۲۹۔ ۸: ۶۳۰۔ ۸: ۶۳۱۔ ۸: ۶۳۲۔ ۸: ۶۳۳۔ ۸: ۶۳۴۔ ۸: ۶۳۵۔ ۸: ۶۳۶۔ ۸: ۶۳۷۔ ۸: ۶۳۸۔ ۸: ۶۳۹۔ ۸: ۶۴۰۔ ۸: ۶۴۱۔ ۸: ۶۴۲۔ ۸: ۶۴۳۔ ۸: ۶۴۴۔ ۸: ۶۴۵۔ ۸: ۶۴۶۔ ۸: ۶۴۷۔ ۸: ۶۴۸۔ ۸: ۶۴۹۔ ۸: ۶۵۰۔ ۸: ۶۵۱۔ ۸: ۶۵۲۔ ۸: ۶۵۳۔ ۸: ۶۵۴۔ ۸: ۶۵۵۔ ۸: ۶۵۶۔ ۸: ۶۵۷۔ ۸: ۶۵۸۔ ۸: ۶۵۹۔ ۸: ۶۶۰۔ ۸: ۶۶۱۔ ۸: ۶۶۲۔ ۸: ۶۶۳۔ ۸: ۶۶۴۔ ۸: ۶۶۵۔ ۸: ۶۶۶۔ ۸: ۶۶۷۔ ۸: ۶۶۸۔ ۸: ۶۶۹۔ ۸: ۶۷۰۔ ۸: ۶۷۱۔ ۸: ۶۷۲۔ ۸: ۶۷۳۔ ۸: ۶۷۴۔ ۸: ۶۷۵۔ ۸: ۶۷۶۔ ۸: ۶۷۷۔ ۸: ۶۷۸۔ ۸: ۶۷۹۔ ۸: ۶۸۰۔ ۸: ۶۸۱۔ ۸: ۶۸۲۔ ۸: ۶۸۳۔ ۸: ۶۸۴۔ ۸: ۶۸۵۔ ۸: ۶۸۶۔ ۸: ۶۸۷۔ ۸: ۶۸۸۔ ۸: ۶۸۹۔ ۸: ۶۹۰۔ ۸: ۶۹۱۔ ۸: ۶۹۲۔ ۸: ۶۹۳۔ ۸: ۶۹۴۔ ۸: ۶۹۵۔ ۸: ۶۹۶۔ ۸: ۶۹۷۔ ۸: ۶۹۸۔ ۸: ۶۹۹۔ ۸: ۷۰۰۔ ۸: ۷۰۱۔ ۸: ۷۰۲۔ ۸: ۷۰۳۔ ۸: ۷۰۴۔ ۸: ۷۰۵۔ ۸: ۷۰۶۔ ۸: ۷۰۷۔ ۸: ۷۰۸۔ ۸: ۷۰۹۔ ۸: ۷۱۰۔ ۸: ۷۱۱۔ ۸: ۷۱۲۔ ۸: ۷۱۳۔ ۸: ۷۱۴۔ ۸: ۷۱۵۔ ۸: ۷۱۶۔ ۸: ۷۱۷۔ ۸: ۷۱۸۔ ۸: ۷۱۹۔ ۸: ۷۲۰۔ ۸: ۷۲۱۔ ۸: ۷۲۲۔ ۸: ۷۲۳۔ ۸: ۷۲۴۔ ۸: ۷۲۵۔ ۸: ۷۲۶۔ ۸: ۷۲۷۔ ۸: ۷۲۸۔ ۸: ۷۲۹۔ ۸: ۷۳۰۔ ۸: ۷۳۱۔ ۸: ۷۳۲۔ ۸: ۷۳۳۔ ۸: ۷۳۴۔ ۸: ۷۳۵۔ ۸: ۷۳۶۔ ۸: ۷۳۷۔ ۸: ۷۳۸۔ ۸: ۷۳۹۔ ۸: ۷۴۰۔ ۸: ۷۴۱۔ ۸: ۷۴۲۔ ۸: ۷۴۳۔ ۸: ۷۴۴۔ ۸: ۷۴۵۔ ۸: ۷۴۶۔ ۸: ۷۴۷۔ ۸: ۷۴۸۔ ۸: ۷۴۹۔ ۸: ۷۵۰۔ ۸: ۷۵۱۔ ۸: ۷۵۲۔ ۸: ۷۵۳۔ ۸: ۷۵۴۔ ۸: ۷۵۵۔ ۸: ۷۵۶۔ ۸: ۷۵۷۔ ۸: ۷۵۸۔ ۸: ۷۵۹۔ ۸: ۷۶۰۔ ۸: ۷۶۱۔ ۸: ۷۶۲۔ ۸: ۷۶۳۔ ۸: ۷۶۴۔ ۸: ۷۶۵۔ ۸: ۷۶۶۔ ۸: ۷۶۷۔ ۸: ۷۶۸۔ ۸: ۷۶۹۔ ۸: ۷۷۰۔ ۸: ۷۷۱۔ ۸: ۷۷۲۔ ۸: ۷۷۳۔ ۸: ۷۷۴۔ ۸: ۷۷۵۔ ۸: ۷۷۶۔ ۸: ۷۷۷۔ ۸: ۷۷۸۔ ۸: ۷۷۹۔ ۸: ۷۸۰۔ ۸: ۷۸۱۔ ۸: ۷۸۲۔ ۸: ۷۸۳۔ ۸: ۷۸۴۔ ۸: ۷۸۵۔ ۸: ۷۸۶۔ ۸: ۷۸۷۔ ۸: ۷۸۸۔ ۸: ۷۸۹۔ ۸: ۷۹۰۔ ۸: ۷۹۱۔ ۸: ۷۹۲۔ ۸: ۷۹۳۔ ۸: ۷۹۴۔ ۸: ۷۹۵۔ ۸: ۷۹۶۔ ۸: ۷۹۷۔ ۸: ۷۹۸۔ ۸: ۷۹۹۔ ۸: ۸۰۰۔ ۸: ۸۰۱۔ ۸: ۸۰۲۔ ۸: ۸۰۳۔ ۸: ۸۰۴۔ ۸: ۸۰۵۔ ۸: ۸۰۶۔ ۸: ۸۰۷۔ ۸: ۸۰۸۔ ۸: ۸۰۹۔ ۸: ۸۱۰۔ ۸: ۸۱۱۔ ۸: ۸۱۲۔ ۸: ۸۱۳۔ ۸: ۸۱۴۔ ۸: ۸۱۵۔ ۸: ۸۱۶۔ ۸: ۸۱۷۔ ۸: ۸۱۸۔ ۸: ۸۱۹۔ ۸: ۸۲۰۔ ۸: ۸۲۱۔ ۸: ۸۲۲۔ ۸: ۸۲۳۔ ۸: ۸۲۴۔ ۸: ۸۲۵۔ ۸: ۸۲۶۔ ۸: ۸۲۷۔ ۸: ۸۲۸۔ ۸: ۸۲۹۔ ۸: ۸۳۰۔ ۸: ۸۳۱۔ ۸: ۸۳۲۔ ۸: ۸۳۳۔ ۸: ۸۳۴۔ ۸: ۸۳۵۔ ۸: ۸۳۶۔ ۸: ۸۳۷۔ ۸: ۸۳۸۔ ۸: ۸۳۹۔ ۸: ۸۴۰۔ ۸: ۸۴۱۔ ۸: ۸۴۲۔ ۸: ۸۴۳۔ ۸: ۸۴۴۔ ۸: ۸۴۵۔ ۸: ۸۴۶۔ ۸: ۸۴۷۔ ۸: ۸۴۸۔ ۸: ۸۴۹۔ ۸: ۸۵۰۔ ۸: ۸۵۱۔ ۸: ۸۵۲۔ ۸: ۸۵۳۔ ۸: ۸۵۴۔ ۸: ۸۵۵۔ ۸: ۸۵۶۔ ۸: ۸۵۷۔ ۸: ۸۵۸۔ ۸: ۸۵۹۔ ۸: ۸۶۰۔ ۸: ۸۶۱۔ ۸: ۸۶۲۔ ۸: ۸۶۳۔ ۸: ۸۶۴۔ ۸: ۸۶۵۔ ۸: ۸۶۶۔ ۸: ۸۶۷۔ ۸: ۸۶۸۔ ۸: ۸۶۹۔ ۸: ۸۷۰۔ ۸: ۸۷۱۔ ۸: ۸۷۲۔ ۸: ۸۷۳۔ ۸: ۸۷۴۔ ۸: ۸۷۵۔ ۸: ۸۷۶۔ ۸: ۸۷۷۔ ۸: ۸۷۸۔ ۸: ۸۷۹۔ ۸: ۸۸۰۔ ۸: ۸۸۱۔ ۸: ۸۸۲۔ ۸: ۸۸۳۔ ۸: ۸۸۴۔ ۸: ۸۸۵۔ ۸: ۸۸۶۔ ۸: ۸۸۷۔ ۸: ۸۸۸۔ ۸: ۸۸۹۔ ۸: ۸۹۰۔ ۸: ۸۹۱۔ ۸: ۸۹۲۔ ۸: ۸۹۳۔ ۸: ۸۹۴۔ ۸: ۸۹۵۔ ۸: ۸۹۶۔ ۸: ۸۹۷۔ ۸: ۸۹۸۔ ۸: ۸۹۹۔ ۸: ۹۰۰۔ ۸: ۹۰۱۔ ۸: ۹۰۲۔ ۸: ۹۰۳۔ ۸: ۹۰۴۔ ۸: ۹۰۵۔ ۸: ۹۰۶

اللہ ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم دے گا کہ جس کا کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو۔

دوسری وجہ: حدیث، قرآن کی تشریح ہے

(الف) نبی ﷺ اللہ رب العالمین کی طرف سے وضاحت کرنے والے تھے

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتے ہیں

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور

(آل عمران ۱۶۴)

حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

بالکل اسی طرح کی چیز سورہ بقرہ ۱۲۹:۲، سورہ جمعہ ۲:۶۲ میں موجود ہے۔

ان آیات میں نبیوں کی چار ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں

اللہ کی آیتوں کو پڑھنا

بندوں کو پاک کرنا

انہیں کتاب سکھانا

انہیں ”حکمت“ سکھانا

اللہ تعالیٰ نے احسان جتلاتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول بھیجا ”جو اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے“ (یتلو علیہم آیاتہ)، پھر اس کے فوراً بعد نبی کی ایک دوسری ذمہ داری کا ذکر کرتا ہے اور وہ

ذمہ داری کہ ”انہیں کتاب سکھاتا ہے“ (یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ) اگر یہ ذمہ داری ”کہ انہیں کتاب سکھایا جائے“ کا معنی یہی ہے کہ انہیں قرآن سکھایا جائے تو اوپر دی ہوئی پہلی ذمہ داری کہ ”ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے“ کس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔

اگر پہلی ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ نے بتائی کہ لوگوں پر کتاب تلاوت کرنا اور وہ یہ کہ لوگوں تک کتاب اللہ کو پہنچانا تو یہی کہنا کافی تھا تو پھر اللہ نے دوسری ذمہ داری کیوں بیان کی کہ ”لوگوں کو اللہ کی کتاب سکھاتے ہیں“۔ جملہ ”قرآن سکھانا“ واضح کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی ذمہ داری تھی کہ وہ قرآن کی تشریح کریں

جیسا کہ سورہ نحل میں ہے

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

یہ (ذکر) کتاب ہم نے آپ کی جانب اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔ (نحل: ۴۴)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان کہ ”ہم نے اسے اتارا ہے“ اور مراد قرآن ہے ”آپ کی طرف“ جس سے مراد محمد ﷺ ہیں ”تا کہ آپ اسے واضح کریں لوگوں کے لئے کہ ان کے لئے کہا بھیجا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ محمد ﷺ قرآن کی وضاحت کرنے والے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں کہ قرآن کے لئے ایک تفسیر اور وضاحت کی ضرورت ہے تاکہ اسے اور اچھی طرح سے لوگ سمجھیں۔

اور یہ یقینی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن کی تشریح کرنے کا حکم دیا تو وہ انہیں یوں ہی بیکار بے علم نہیں چھوڑے گا۔

اللہ تعالیٰ سورہ قیامہ میں فرماتے ہیں ”

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ

پھر (آپ پر) اس کا واضح کرنا ہمارے ذمہ ہے۔
 اور اس بات کی ضرورت بھی ہے کہ اللہ اپنے نبی ﷺ پر اس قرآن کے معانی کو واضح کرے۔ اور آپ کے ذریعہ سارے انسانوں پر واضح کرے۔
 اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ فصلت میں فرمایا:

كِتَابٌ فَصَّلْتُ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
 یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کر دی گئی ہے (اس حال میں کہ) قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کے لئے جو نہیں جانتے۔
 (فصلت ۳:۴۱)
 اسی لئے اللہ نے قرآن کو بذات خود واضح کر دیا۔ اور قرآن کی تفسیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو دی۔
 جیسا کہ فرمایا:

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
 یہ (ذکر) کتاب ہم نے آپ کی جانب اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔
 (نحل ۱۶:۴۴) اور یہ حقیقت میں اللہ ہی کی طرف سے تھی۔

(ب) ”کتاب“ اور ”حکمت“ کا معنی

اوپر دی ہوئی آیتیں یہ بھی کہتی ہیں کہ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

(بقرہ ۱۲۹)

اور جو انھیں کتاب اور حکمت سکھائے۔

حکمت کے کیا معنی ہے؟

لفظ ”حکمت“ ہر آیت میں سنت کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ حسن، قتادہ، مقاتل بن حیان، اور ابو مالک نے تاکید کے ساتھ کہا ہے۔ یہ قول امام ابن کثیر کا ہے۔
 اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں

وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
 اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت سے اتارا ہے جس سے تمہیں نصیحت کر رہا ہے۔ اسے بھی (یاد کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔
 (بقرہ ۲۳:۲۳)

معنی یہ ہوا کہ وہ (محمد ﷺ) تمہیں جو حکم دیتے ہیں اور جس سے روکتے ہیں اور تمہیں اس سے رکنے پر ہونے والے گناہوں سے ڈراتے ہیں۔

(ج) کیا حکمت کا معنی صرف ”عقل مندی اور ہوشیاری“ ہی ہے؟

سورہ احزاب کی آیت میں غور کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بیویوں سے فرمایا

وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ

(احزاب ۳۳:۳۳)

اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے ان کا ذکر کرتی رہو۔

معنی یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے مطابق عمل کرتے رہو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر تمہارے گھروں میں اتارا ہے۔ یہی بات قتادہ اور دیگر لوگوں نے کہی ہے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جب لفظ ”حکمت“ قرآن، کے ساتھ آئے تو اس کا معنی ہوگا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنت۔

وہ مختلف طریقہ جن کے ذریعہ سے نبی ﷺ نے قرآن کی وضاحت کی ہے

ہمارے پاس کئی ایسے ذرائع ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ سنت ”قرآن کی تفسیر کا کام کرتی ہے۔

(الف) حدیث میں احکام کی تفصیل اور چیزوں کی وضاحت موجود ہے

یہ چیز ہم پر کھل جائے گی جب ہم مختلف اعمال کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”نماز قائم کرو“۔ لیکن یہ قرآن میں نہیں بتایا گیا ہے کہ نماز کو کس طرح سے ادا کریں، نماز میں کیا کیا اعمال کئے جائیں، کب تکبیر کہی جائے، ایسے ہی ہاتھوں کا نماز میں رکھنا، رکوع اور سجدے کرنا وغیرہ کہ یہ اعمال کیسے کئے جائیں؟ رکوع، سجود اور قیام کیسے کئے جائیں؟ ہر ایک رکعت کتنی مرتبہ ادا کیا جائے، ایک نماز میں تمام ارکان کتنی مرتبہ کئے جائیں؟ نماز کی کیا شرائط ہیں؟ یہ اور اس طرح کی کئی وضاحتیں احادیث میں موجود ہیں۔ احادیث کے بغیر ہمارے لئے ممکن ہی نہیں کہ قرآن کے ان احکامات پر عمل کر سکیں۔

دوسری مثال ہم اس تعلق سے وضو کی لے سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ .

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھوؤ، اور اپنے ہاتھوں کو کہنوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔ (المائدہ: ۶:۵)

یہ آیت بتلاتی ہے کہ وضو میں چار کام کئے جائیں گے۔ اور جیسا کہ قرآن کے ہر احکام کی وضاحت حدیث کرتی ہے اسی وجہ سے ہم پائیں گے کہ حدیث مکمل وضو کا طریقہ بتلاتی ہے۔ ہم اس میں یہ پائیں گے کہ کتنی مرتبہ وضو کے اعضاء کو دھلا جائے۔ قرآن کی آیت کہتی ہے ”جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھو“، لیکن احادیث بتلاتی ہیں کہ ہر نماز کے لئے نئے وضو کی ضرورت نہیں۔ اور نبی ﷺ تو کئی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھا کرتے تھے۔

(ب) قرآن کے عمومی کلمات کو احادیث خاص کرتی ہے

مثال کے طور پر سورہ مائدہ میں ہے

أَوْ لَا مَسْتُمْ النِّسَاءَ وَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

(مائدہ: ۶:۵)

یا تم عورتوں سے ملو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَسَمًا عَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ

لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَ أَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقِبْلَةِ

فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ عَمَزَ رَجُلِي فَقَبَضْتُهِمَا

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تم لوگوں نے ہمیں کتے اور گدھے کے برابر کر کے کتنا ہی برا کیا جب کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھتے اور میں ان کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی جب نبی ﷺ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میرے پیروں میں اشارہ کرتے تو میں ان دونوں کو سمیٹ لیتی۔ (بخاری: ۴۹۷)

عربی لفظ ”لمس“ کا لفظی معنی ہے ”چھونا“، لیکن ہم سنت سے پاتے ہیں نبی ﷺ اپنی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قدم کو نماز ہی میں۔ جب سجدہ کے لئے جاتے تو چھوتے تھے۔ اور تو اور کبھی کبھار وضو کر کے نماز کے لئے جاتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی ایک بیوی کو بوسہ لیتے تھے۔ اور دوبارہ وضو بھی نہیں کرتے۔

نبی ﷺ نے اپنے افعال کے ذریعہ سے یہ ثابت کر دیا کہ چھونے سے مراد ہاتھ وغیرہ سے چھونا نہیں بلکہ جماع کو چھونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(ج) قرآن کی غلط فہمی حدیث کے ذریعہ سے دور ہوتی ہے

اس کی مثال نیچے دی ہوئی حدیث میں موجود ہے

لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾
 شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ إِنَّا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ
 قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكَ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لِقَمَانُ لِابْنِهِ
 ﴿يَبْنَى لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں“
 نازل ہوئی تو تمام مسلمان غمگین ہو گئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں کا کون اپنے آپ پر ظلم نہیں کرے گا؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ ظلم نہیں بلکہ شرک مراد ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کیا کہا تھا ”اے میرے بیٹے تم شرک نہ کرنا بیشک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔“
 (ترمذی: ۳۰۶۷، صحیح سنن الترمذی)

یہ غلط فہمی اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں آئی تھی جن کی مادری زبان عربی ہی تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ خیر القرون میں تھے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے جن پر قرآن نازل ہوا۔ اسی وجہ کوئی مرتبہ قرآن کی آیتوں کی وضاحت اللہ کے رسول ﷺ سے طلب کرتے تھے۔ یہ واقعہ موجودہ لوگوں کی غلط فہمی کو دور کر دیتا ہے جو یہ سوچتے ہیں کہ عربی زبان کی معلومات قرآن کریم کو مکمل طور سے سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

(د) حدیث قرآن کے مقاصد کو واضح کرتی ہے اور قرآن کے معین حکم کو الگ کرتی ہے

اس کی ایک مثال جو کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں بیان فرمایا ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ
 وَمَا أَهْلٌ لِّغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

”تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔“
 لیکن اس کے علاوہ چیز اللہ کے رسول ﷺ احادیث میں بیان کرتے ہیں

أُحِلَّتْ لَكُمْ مَيْتَتَانِ وَ دَمَانِ فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَ أَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَ الطَّحَالُ
 ”تمہارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار: مچھلی اور ٹنڈی ہے اور دو خون کبھی اور تلی ہے۔“
 (صحیح ابن ماجہ: ۲۶۷۹، صحیح)

ایک دوسری مثال اس کے تعلق سے جسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں ذکر کیا

وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ

چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب ہے اللہ کی طرف سے۔
 (سورہ مائدہ: ۵: ۳۸)

لیکن یہ آیت اس سوال کا جواب نہیں دیتی جس کا جواب حدیث دے رہی ہے

کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ آیت میں عربی لفظ ”ید“ کا استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق مکمل ہاتھ پر بھی ہوتا ہے۔

لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے واضح کر دیا کہ ہاتھ کو تھیلی تک کاٹا جائے گا۔

لیکن کون سا ہاتھ کاٹا جائے؟

نبی ﷺ نے واضح کر دیا کہ بائیں ہاتھ کاٹا جائے۔

کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے؟ کیا کوئی ایک کاغذ کا ٹکڑا چرا لے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ تو اس کی وضاحت حدیث کرتی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا

تُقَطَّعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

”چور کا ہاتھ پاؤ دینار یا اس سے زیادہ پر کاٹا جائے گا۔“

(بخاری، ابوداؤد، نسائی: عائشہ رضی اللہ عنہا) (صحیح الجامع: ۲۹۸۳)

کیا اگر ایک بچہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ کیا کسی بیوقوف اور پاگل کا ہاتھ چوری کرنے پر کاٹا جائے گا؟ کیونکہ عربی لفظ تو ”السارق“ ہے جس کا معنی ہے چوری کرنے والا مرد۔ اسی طرح ”السارقة“ یعنی چوری کرنے والی عورت۔ تو یہ لفظ ان دونوں پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ حدیث وضاحت کرتی ہے

الْقَلَمُ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ

عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ، عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَ عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ

قلم تین لوگوں سے اٹھالیا گیا ہے (یعنی ان کے اوپر شریعت لاگو نہیں ہوتی) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگ جائے، بچہ سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور پاگل سے یہاں تک کہ وہ عقلمند اور ہوشیار ہو جائے۔

(ترمذی، ابن ماجہ: علی رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۳۵۱۴)

معلوم ہوا کہ بچہ اور پاگل کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ہاتھ کون کاٹے گا؟ کیا کوئی بھی شخص ہاتھ کاٹ سکتا ہے اور وہ دلیل میں قرآن کی آیت پیش کر سکتا ہے؟

حدیث اس کی وضاحت کر رہی ہے کہ وہی ہاتھ کاٹ سکتا ہے جو معاملات اور حکومت کی ذمہ داری رکھتے ہیں۔

ایک اور مثال جسے کہ سورہ نساء آیت ۲۳-۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام عورتوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ان سے شادی جائز نہیں پھر کہا ”..... ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔“

لیکن نبی ﷺ نے واضح کیا کہ

لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَ عَمَّتِهَا وَ لَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَ خَالَئِهَا

عورت اور اس کی پھوپھی کے درمیان جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی خالہ کے درمیان جمع کیا جائے۔

(صحیح مسلم: ۱۴۰۸)

اور مثالوں کے لئے براہ کرم دیکھئے:

سورہ نساء ۴: ۱۰۱، میں اللہ تعالیٰ نے نماز میں قصر کرنے کا حکم دیا جب خوف کا وقت ہو لیکن نبی ﷺ نے واضح کیا کہ عام سفر میں بھی نماز میں قصر کیا جائے گا۔

سورہ نساء ۴: ۱۱-۱۲، اور اس کے علاوہ کچھ آیتیں میراث کے بارے میں بتلاتی ہیں اور بچگی کے ساتھ حکم دیتی ہے کہ مال اس طریقہ سے تقسیم کیا جائے لیکن نبی ﷺ نے بتلایا کہ

لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَ لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

(مسلم: ۱۶۱۳)

”مسلمان غیر مسلم کے مال کا وارث نہ ہوگا اور نہ ہی غیر مسلم کسی مسلمان کے مال کا وارث ہوگا۔“

(ز) حدیث قرآن کی ان آیتوں کے بارے میں بتلاتی ہیں جن کا حکم بدل چکا ہے

اس کی مثال اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں ذکر فرماتے ہیں

كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ أَنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ

وَ الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ جاتا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے۔ پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔ (بقرہ: ۱۸۰)

لیکن جب بعد میں سورہ نساء کی آیت ۱۱-۱۲ اور اس جیسی آیتیں نازل ہوئیں تو اس نے اس آیت کے حکم کو بدل دیا جیسا کہ اس کی وضاحت نبی ﷺ نے کرتے ہوئے فرمایا:

فَلَا وَصِيَّةَ لِّلْوَارِثِ

”وارث کے لئے وصیت کی (ضرورت) نہیں۔“

(دارقطنی: جابر رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۷۵۷۰)

یقیناً ان آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد ہی فرما دیا تھا کہ ”یقیناً اللہ اس کے بعد کوئی بہترین فیصلہ لائے گا“ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں اس بہترین تقسیم کے طریقہ کو ذکر کر دیا۔

(و) حدیث، قرآن میں موجود پیغامات کی تاکید کرتی ہے

اس کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ ۹: ۳۸ میں ذکر کیا

فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ

دنیا کی زندگی کا فائدہ آخرت کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر بہت ہی تھوڑا۔

نبی ﷺ نے اس کی تاکید کر دی یہ کہہ کر کہ

وَاللّٰهُ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ أَصْبَعَهُ هَذِهِ

فِي الْبَيْمِ فَلْيَنْظُرْ بِمِ يَرِجُعُ؟

اللہ کی قسم! آخرت کی حیثیت دنیا کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر اتنی ہی کہ تم میں کا کوئی اپنی اس انگلی کو سمندر میں ڈبوئے پھر دیکھے کہ وہ کیا لے کر نکلتی ہے۔ (مسلم: ۲۸۵۸)

(ه) حدیث، قرآن میں ذکر کئے ہوئے واقعات کی تفصیل بیان کرتی ہے

اس کی کچھ مثالیں یہاں ہیں

(الف) خضر علیہ السلام کا واقعہ جو سورہ کہف ۱۸: ۸۲-۶۰ میں ہے اس کی تفصیل ہمیں صحیح احادیث سے ملتی ہیں۔

(ب) ان مومنوں کے واقعہ کی تفصیل جنہیں کافروں نے گھرے میں جلا دیا تھا صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے مختصر طور سے سورہ بروج ۸۵ میں ذکر کیا ہے۔

(ج) قرآن میں ایسی بھی بہت سی آیتیں ہیں جو ان واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو نبی ﷺ کے زمانہ میں پیش آئے لیکن ان کا احادیث کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے کہ وہ آیتیں کہنا کیا چاہتی ہیں۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ سورہ انفال ۸: ۷ میں فرماتے ہیں

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ

”اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی۔“

یہ آیتیں جنگ بدر کے بارے میں بتلاتی ہیں۔ اسی طرح سنت ہمیں بتلاتی ہیں کہ کون سی آیتیں کب نازل ہوئیں، اسی طرح قرآن میں کئی آیتیں ہیں جو غزوہ بدر، احد، احزاب، جنین اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے طلاق کے بارے میں بتلاتی ہیں اور کئی ایسی آیتیں ہیں جن کو اچھی طرح سارے سمجھنے کے لئے ہمیں کسی واقعہ اور حادثہ کے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

حقیقت میں ان واقعات کا علم کہ جن کے تعلق سے خاص خاص آیتیں نازل ہوئیں وہ ایک خاص جگہ پر موجود ہیں جو کہ قرآن کی تفسیر کہلاتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ حدیث قرآن کی تفسیر کرنے میں بہت زیادہ اہم رول ادا کرتی ہے۔ حقیقت میں قرآن محفوظ ہے لہذا تفسیر اور قرآن کا معنی بھی قرآن کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کی حفاظت بھی ضروری ہے اور اللہ ہی اس حدیث کی حفاظت کرنے والا ہے کوئی انسانی طاقت نہیں۔

تیسری وجہ: محمد ﷺ اللہ کی طرف سے قانون دینے والے ہیں

(۱) اسے لے لو جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں دیں

اللہ تعالیٰ سورہ حشر ۵۹: ۷ میں فرماتے ہیں

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

عالم رحمہ اللہ کہتے ہیں

لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَمَصَّاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ
قَالَ فَلَبَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي آسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ إِنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ الْمُتَمَصَّاتِ
وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَن لَعَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ
هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحِي الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ
فَقَالَ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

اللہ کی لعنت ہو گوندنا گوندنے والی اور گوندوانے والی پر، ابرو بنانے والی اور بنوانے والی پر، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں شکاف کرانے والی اور اللہ کی خلقت کو تبدیل کرنے والی پر۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ خبر بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یحیٰقوب کہا جاتا تھا جو قرآن پڑھتی تھی (یعنی صرف قرآن ہی کو تسلیم کرتی تھی) تو وہ ان (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے پاس آئی اور کہا مجھ پر آپ کی طرف سے کیا خبر ملی کہ آپ نے گوندنا گوندنے والی اور گوندوانے والی پر، ابرو بنانے والی اور بنوانے والی پر، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں شکاف کرانے والی اور اللہ کی خلقت کو تبدیل کرنے والی پر اللہ کی لعنت بھیجی ہے تو انہوں نے جواب دیا: میں کیوں ان پر لعنت نہ بھیجوں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی اور وہ اللہ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ تو اس عورت نے کہا: میں نے پورا قرآن پڑھا اور میں نے دونوں دھنوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں پایا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اگر تو نے اسے پڑھا ہوتا تو تجھے وہ بات مل جاتی۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کچھ رسول تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ (حشر ۵۹: ۷)

(۲) نبی ﷺ حلال اور حرام دیتے تھے

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

اور وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر بری چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ (اعراف ۷: ۱۵)

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ قانون اللہ کی طرف سے بتاتے تھے۔ اور حدیث یہ اسلام کی دوسری بنیاد میں سے ہے جس کی اتباع کرنا ہر ایک پر ضروری ہے جیسا کہ پہلے نقطہ میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۳) جسے اللہ کے رسول ﷺ حرام کریں وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ حرام کریں
..... لیکن اس بات کا انکار کرنے والے بھی آئیں گے

(الف) مقدم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

يُوشِكُ أَنْ يَقْعَدَ الرَّجُلُ مُتَكِنًا عَلَى أَرْبِكَتِهِ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ مِّنْ حَدِيثِي فَيَقُولُ:
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ

وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ إِلَّا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ مِثْلَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

قریب ہی ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی اپنے تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھے گا۔ اور جب میری حدیثوں میں سے کوئی حدیث بیان کی جائے گی تو وہ کہے گا: ہمارے درمیان اور تمہارے اللہ کی کتاب ہے تو ہم اس میں جو بھی حلال پائیں گے ہم اسے حلال جانیں گے اور ہم جسے حرام پائیں گے ہم اسے حرام کہیں گے۔ سنو! جسے اللہ کے رسول حرام کریں وہ ایسے ہی ہے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہو۔

(تبہقی، مسند احمد، ابن ماجہ، مقدم رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۸۱۸۶، صحیح)

(ب) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ لَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبَعَانُ عَلَى أَرْبِكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ
فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَاحْلُلُوهُ
وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ

سنو! مجھے (اللہ کی) کتاب اور اس کے ساتھ اسی کے مثل اور ایک چیز دی گئی ہے۔ سنو! قریب ہی ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص پیٹ بھر کر تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھے گا اور کہے گا تم اس قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جو تم اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ تو اسے حرام جانو۔

(ابوداؤد) (صحیح ابی داؤد: ۳۸۸۸)

(ج) لیکن! اس کے علاوہ بھی کئی حرام چیزیں ہیں جس کی وضاحت اللہ کے رسول ﷺ نے کی ہے مثلاً، مردوں کے لئے ریشم اور سونا۔ اسی طرح ٹخنے سے نیچے کپڑے لٹکانا۔ وغیرہ
سورہ النعام ۶: ۱۴۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعِمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً
أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أَوْ لَغَبٌ لِلَّهِ بِهِ

آپ کہہ دیجئے! کہ جو کچھ احکام ہذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت ہو۔

لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے علاوہ اور بھی جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ

اللہ کے رسول ﷺ نے ہر دانت والے (چیر پھاڑ کر کھانے والے) درندے کو کھانے سے اور ہر پنچے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مسلم: ۱۹۳۳، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

(د) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ

سنو! مجھے اللہ کی کتاب دی گئی ہے اور اسی کے جیسی چیز اس کے ساتھ دی گئی ہے۔

(ابوداؤد: ۴۶۰۳، مقدمہ بن مغیرہ: ۱)

(ز) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا الْفَيْنُ أَحَدَكُمْ عَلَى أَرِيكْتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ

فَيَقُولُ لَا نَذَرِي مَا وَجَدَنَافِي كِتَابَ اللَّهِ اتَّبَعَنَاهُ

میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی تکلیف پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہو اور اس کے پاس میرے حکم میں سے کوئی حکم آئے جو میں نے دیا ہو یا جس سے روکا ہو تو وہ کہے ہم نہیں جانتے: جو کچھ ہم اللہ کی کتاب میں پائیں گے ہم اس کی اتباع کریں گے۔

(ابوداؤد: ۴۶۰۵) (صحیح ابی داؤد: ۳۸۴۹)

نبی ﷺ نے آج سے کئی سال پہلے یہ خبر دے دی تھی کہ میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو احادیث کے تعلق سے شک پیدا کریں گے۔ اور آج ہم دیکھیں گے کہ یہ خبر بالکل سچ ثابت ہو رہی ہے۔

(۴) قرآن کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی

(الف) ایک اور معاملہ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں پیش آیا جو صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ دو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا تو ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تصدیق کی اور کہا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کے درمیان اللہ کے قانون کے ذریعہ فیصلہ کروں گا۔

(ب) قرآن قانون الہی کے لئے ایک اور چیز کی طرف کئی جگہ اشارہ کرتا ہے۔

اسی طرح کی چیز قرآن میں سورہ مائدہ ۶۲-۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب اذان دی جاتی ہے تو مشرکین اس کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن قرآن میں کہیں بھی اذان دینے کا حکم ہمیں نہیں ملتا۔ لہذا اذان دینے کا حکم کس نے دیا؟ یقیناً اس کا حکم اللہ کے رسول ﷺ نے دیا تھا اللہ رب العالمین کی وحی کے ذریعہ اور ہمیں یہ حکم حدیث میں ملے گا۔

(ج) ایک دوسری مثال، جسے اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعَ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ

جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے؟ اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟

(بقرہ: ۱۴۳)

آیت قبلہ کی تبدیلی کے بارے میں بتلاتی ہے۔ اور قبلہ فلسطین میں موجود بیت المقدس سے بدل کر مکہ میں موجود کعبہ کی طرف پلٹ گیا تھا۔ آیت یہ بھی بتلاتی ہے کہ پرانا قبلہ بیت المقدس اللہ ہی کا چنا ہوا تھا لیکن ہم قرآن میں یہ کہیں نہیں پاتے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ تو پھر یہ حکم دیا کس نے تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہی تھے۔

(د) اسی طرح سورہ تحریم ۳: ۶۶ میں ہے

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَأَتْ بِهِ وَاظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ

عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

یاد کرو جب نبی نے اپنی بیویوں سے ایک پوشیدہ بات کہی، پس جب اس نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتادی اور تھوڑی سی ٹال گئے پھر جب نبی نے اپنی بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی آپ کو اس کی خبر کس دی۔ کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے نے مجھے یہ بتلایا ہے۔ آیت کہتی ہے کہ ”اللہ نے مجھے بتلایا ہے“ لیکن کیا چیز ہے جسے اللہ نے بتلایا ہے قرآن میں کہیں نہیں موجود ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک الہام موجود تھا جو قرآن کے علاوہ چیزیں اللہ کے رسول ﷺ کی طرف بھیجی جاتی تھیں۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی طرف سے قانون دیتے تھے۔ (اور اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کی احادیث کو بھی محفوظ رکھا ہے) اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے کہ حدیث محفوظ ہے تو پھر یہ دین محفوظ کہاں رہا؟ اس کے حلال اور حرام کہاں باقی رہے؟ اللہ تعالیٰ سورہ ابراہیم میں فرماتے ہیں

هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ

(ابراہیم ۱۲: ۵۲)

یہ لوگوں کے لئے پیغام ہے۔

اب اسلام کا پیغام کہاں اعتبار والا رہا جب کہ اس کے رسول کی تعلیمات اور قوانین باقی ہی نہ رہے۔

چوتھی وجہ: محمد ﷺ ہی ہمارے لئے آئیڈیل ہیں

۱۔ سب سے بہترین مثال

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

یقیناً اللہ کے رسول تمہارے لئے بہترین اسوہ ہیں اس کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور اللہ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرے۔ (آب ۲۱: ۲۳)

۲۔ سب سے بہترین اخلاق

اسی طرح سورہ قلم میں ہے

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

(قلم ۶۸: ۴)

یقیناً آپ اخلاق کے بلند درجہ پر ہیں۔

سنت اور حدیث ہی ہمارے سامنے نبی ﷺ کا اسوہ پیش کرتی ہے اور وہ طریقہ پیش کرتی ہے جس کی اتباع کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

۳۔ آپ ہی کی اتباع کرو

اسی طرح سورہ آل عمران میں ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

وَيَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

کہو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(آل عمران ۳: ۳۱)

اللہ کی عبادت صرف اسی طریقہ سے کی جانی چاہیے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنایا ہو۔ یہ آیت بتلاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سے اسی طریقہ سے راضی ہو سکتے ہیں جب کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے طریقہ کی اتباع کریں۔ ایسا اسوہ جسے ہر مسلمان کو اپنانا چاہیے وہ نبی ﷺ کا ہی اسوہ ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ ﷺ

یقیناً سب سے بہترین بات اللہ کا کلام ہے۔ اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

(مسلم: ۸۶۷، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٌ إِلَى بَيْوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ
فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَتْهُمْ تَقَالُوبُهَا فَقَالُوا وَ آيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ
قَدْ غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَصَلَّى اللَّيْلَ أَبَدًا
وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ
وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا
فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًا وَكَذَا
أَمَّا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَاتَّقَاكُمْ لَهُ لِكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ
فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

تین لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں کے گھر میں اللہ کے نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھنے آئے اور جب انھیں خبر دی گئی تو گویا ان لوگوں نے اسے کم خیال کیا اور کہا: ہم نبی ﷺ جیسے کہاں ہو سکتے ہیں آپ کے تو اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ اور دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رہوں گا کبھی افطاری نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا: میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی شادی نہیں کروں گا۔ تو اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: کہا تم ہی لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سنو! اللہ کی قسم! میں تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں تو جس نے میری سنت سے منہ پھیرا تو وہ مجھ سے نہیں۔

(بخاری: ۴۷۷۶)

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نبی ﷺ کو اسوہ بنادیا۔ تو کیا اللہ اپنے نبی کی زندگی کو محفوظ نہیں رکھے گا تاکہ ہم حق، ثابت اور درست طریقہ سے ہمارے نبی کی اتباع کریں۔

پانچویں وجہ: احادیث کے اندر ہمارے اختلافات کا حل موجود ہے

۱۔ نبی ﷺ ان چیزوں کی وضاحت کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں جس میں لوگ اختلاف کریں

حدیثوں کے اندر ان ہر اختلافات کا حل موجود ہے جو معاملہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں پیش آئے یا آپ کے بعد پیش آتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ نحل میں فرماتے ہیں

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لئے اتارا ہے کہ آپ ان کے لئے ہر اس چیز کو کھول دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ ایمان داروں کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔

(نحل: ۶۴)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے قرآن کو نبی ﷺ پر اتارا ہے لہذا ایسا ہے ان لوگوں پر واضح کر دے گا جو اختلاف کرتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ سیدھے قرآن کو اپنے بندوں ہی پر بھیج دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ ایک رسول بھی بھیجا جو اس کی وضاحت کرتا ہے اور لوگوں میں موجود اختلاف کو ختم کرتا ہے۔

قرآن یہ آیت بتلاتی ہے کہ نبی ﷺ مسلمانوں میں موجود اختلاف کو ختم کرتے لہذا معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث دونوں میں ہمارے اختلاف کا حل موجود ہے۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹو

سورہ نساء کی آیت جو اوپر پیش کی جا چکی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ
إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی جانب لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہت ہی بہتر اور، باعتبار انجام بہت ہی اچھا ہے۔
(نساء: ۵۹)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اختلافات کا حل پیش کرنے والے ہیں اور ہر امتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو نبی ﷺ کی طرف بھی لوٹائیں۔

۳۔ منافقین اس سے پھر جائیں گے

اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتے ہیں

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا
ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ
وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور (ان کی) اطاعت کی۔ پھر اس کے بعد ایک گروہ ان میں سے پھر جاتا ہے اور وہ ایمان والے نہیں ہوتے۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو ان میں سے ایک گروہ اعراض کرنے لگتا ہے۔
(سورہ نور: ۴۸-۴۷)

اور یہ بہت ہی ضروری ہے کہ جب کوئی مسئلہ پیش آئے تو اس وقت آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرنا ایمان کے مکمل ہونے کی علامت ہے۔

۴۔ تم یقینی مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ محمد ﷺ کو اپنا آخری حج نہ مان لیں

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتے ہیں

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلُمُوا تَسْلِيمًا .

’قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ ایمان والے نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔
(نساء: ۶۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں، کہ یہ یقینی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ ہر اختلاف میں رسول کو اپنا آخری حج نہ تسلیم کر لیں اور جب بھی کوئی فیصلہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے آئے تو اپنے اند کوئی کجی نہ محسوس کریں لیکن اسے مکمل ایمان اور یقین اور دل کی خوشی کے ساتھ قبول کر لیں۔

اسی طرح سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا
أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

اور کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح

گمراہی میں پڑے گا۔

(۱۷:۳۳۳)

لوگوں میں اختلافات تو اٹھتے ہی رہیں گے لیکن ہمیں اس اختلافات کے حل کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف معاملہ کو لوٹانا ہوگا اور وہ قرآن اور حدیث ہیں اور جب اللہ خود حدیث کو اتنی اہمیت دے رہا ہے تو یقیناً اللہ خود ہی اس کی حفاظت کرے گا۔

چھٹی وجہ: قرآن اور سنت کو مضبوطی سے تھامنا ہمیں گمراہی سے بچا سکتا ہے

۱۔ مجھے دو چیزیں دی گئیں ہیں.....

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے آخری حج کیا تو فرمایا:

تَرَكَتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا: كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّتِي وَ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تم ان دونوں کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے اور وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے اور یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آ جائیں۔

(حاکم: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۲۹۳۷: صحیح)

یہ اللہ کے رسول ﷺ کی ان نصیحتوں میں سے ہیں جس کی انہوں نے اپنی امت کو وصیت کی کہ یہی وہ راستہ ہے جو ان کی امت کو انحراف اور گمراہی سے بچا کر رکھے گا اور وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔

۲۔ اسے اپنے دائرہ سے مضبوطی سے پکڑ لو

ایک دوسری حدیث میں اس سے بھی مضبوط اور بھاری وصیت ہے جو اللہ کے رسول نے اپنی امت کو اس دنیا کے چھوڑنے سے پہلے دی، صحابی کہتے ہیں کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً

ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَ وَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ

فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مُودَّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ الْيَنَّا

فَقَالَ أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَ السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي

وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَ عَصُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ

وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَ كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایک بلیغ نصیحت کی جسے سن کر آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے۔ تو ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گویا کہ یہ الوداعی نصیحت ہے تو آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہو؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے تقویٰ اور سننے اور اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں..... تو تم میری سنت اور نیک ہدایت یافتہ خلیفوں کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسے اپنے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو اور تم نئی چیزوں کے پیدا کرنے سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، عرابی، ابن ساریہ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۲۵۴۹: صحیح)

۳۔ ایسا مذہب جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَدْ تَرَكَتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارُهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ

یقیناً میں تمہیں ایسی روشن راہ پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی راتیں بھی دن کی طرح ہے اور اس سے وہی گمراہ ہوگا جو ہلاک ہونے والا ہوگا۔
(ابو عاصم نے کتاب السنین اسے روایت کیا ہے) (اسے البانی نے صحیح کہا ہے: ۴۹:۱) (صحیح الترغیب: ۵۹)

دین کی ہر چیز دن کی طرح روشن اور واضح ہے۔ لیکن جب ایک بندہ اپنی آنکھوں کو بند کر لے تو وہ بہت ہی کم ہی اس کی طرف جائے گا۔

۴۔ جو لوگ نبی ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں انہیں اللہ کے عذاب یا فتنہ سے ڈرنا چاہیے

اور جو لوگ سنت سے انحراف کرتے ہیں اور مومنوں کے لئے اس کی اہمیت کو نہیں جانتے یا اس کا کسی ذریعہ سے انکار کر دیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ سورہ نور میں انھیں دھمکاتے ہیں:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
وہ لوگ ڈریں جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آگھرے یا کہیں وہ تکلیف دہ عذاب میں نہ ڈال دیئے جائیں۔
(النور: ۲۴: ۶۳)

یقیناً یہ بہت ہی خطرناک دھمکی ہے! اور جب بھی کوئی مسلم اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان سے منہ موڑے گا وہ اس دنیا میں بھی مصیبتوں اور آزمائشوں میں گھر جائے گا۔ اور یہ معاملہ صحابہ کرام کے ساتھ بھی ہوا جنہوں نے اللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی کی تو وہ بھی اللہ کی طرف سے مصیبت میں گھر گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے احد کی لڑائی میں تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ پھریں۔ لیکن جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو جنگ کا سارا معاملہ مسلمانوں کے خلاف چلا گیا۔
ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ
فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَرَكَتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ

میں اس چیز کو ترک کرنے والا نہیں جسے اللہ کے رسول ﷺ کیا کرتے تھے مگر میں اسے ضرور کروں گا کیونکہ میں خوف کھاتا ہوں کہ اگر میں نے اسے چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔
(بخاری: ۲۹۲۶)

دوسری فصل: حدیث کی حفاظت

پچھلی فصل میں ہم نے اسلام میں حدیث کی اہمیت کو دیکھا اور جب نبی ﷺ کے اقوال، اعمال اور تقریرات کی اسلام میں اتنی اہمیت ہے تو ایک مومن کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ خود ان کی حفاظت کرے گا۔

۱۔ نبی ﷺ نے حدیث کے پھیلا نے پر ابھارا، اس میں ہونے والے خطرات سے ڈرایا اور پیشین گوئی بھی کی۔

حدیث کی حفاظت

پچھلے حصہ میں ہم نے دیکھا کہ حدیث کا اسلام میں بڑا حصہ ہے اور تو اور اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کی بھی بڑی اہمیت ہے اور ان تمام کے بعد ایک بندے کو احساس ہو جاتا ہے کہ اللہ نے خود ان کی حفاظت کی ہے۔

(الف) نبی ﷺ نے حدیث کے پھیلا نے پر ابھارا

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو احادیث کے نقل کرنے پر ابھارا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

”تم میری جانب سے پہنچا دو گرچہ وہ ایک ہی آیت ہی کیوں نہ ہو۔“ (بخاری: ۳۷۴۳)

یہ بیان نبی ﷺ کی بیانات اور ہر تعلیم کے متعلق ہے اور اسی طرح یہ قرآن اور حدیث کو بھی شامل ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ

حَتَّى يُبْلَغَهُ غَيْرُهُ فَرُبُّ حَامِلٍ فَقِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبُّ حَامِلٍ فَقِهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جو ہم سے حدیث سنے پھر اسے یاد کرے یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچا دے، اور کتنے ہی حدیث یاد کرنے والے حدیث پہنچاتے ہیں ان کے پاس جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں اور کتنے حدیث یاد کرنے والے انہم حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ (ترمذی، صحیح الجامع: ۶۷۳۰)

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے آخری حج میں ۱۰ھ میں صحابہ کی بہت ہی بڑی جماعت کے درمیان فرمایا تھا:

لِيُبْلَغَ الشَّاهِدُ الْعَائِبَ

فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبْلَغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ

(بخاری: ۶۷۴۰، مسلم: ۶۷۹۰)

شاہد غائب کو پہنچا دے ممکن ہے شاہد جس کو پہنچائے وہ اس سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہو۔

(ب) اس میں ہونے والے خطرات سے ڈرایا

ساتھ ہی ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہی چیز روایت کرنے کی اجازت دی جسے نبی ﷺ نے بیان کیا ہو اور کوئی چیز آپ کا نام لے کر نہ بیان کیا جائے لہذا نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ

(بخاری: ۱۰۶۰، اعلیٰ رضی اللہ عنہ)

تم میرے اوپر جھوٹ نہ باندھو، یقیناً جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ بلا شک جہنم میں داخل ہوگا۔

نبی ﷺ نے دھمکایا:

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقًا

وَمَنْ تَقُولَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

تم میری طرف سے زیادہ حدیث بیان کرنے سے بچو تو جو میری طرف سے کہنا چاہے وہ حق اور سچ کہے (حق اور سچ سے مراد جو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا وہی ہے) اور جس نے مجھ پر جان بوجھ ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

(صحیح ابن ماجہ: ۳۵، شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے) (السلسلة الصحيحة: ۱۷۵۳)

(ج) پیشین گوئیاں

اللہ کے رسول ﷺ نے پیشین گوئی کی کہ میری حدیثیں محفوظ کر لی جائے گی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْكُمْ

تم سنو گے اور تم سے سنا جائے گا اور ان سے سنا جائے گا جو تم سے سنیں گے۔

(ابوداؤد: ۳۶۵۹، حاکم، احمد، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۲۹۴۷)

اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی بتلادیا کہ جھوٹ بولنے والوں کی تکلیف کو عنقریب دور کر دیا جائے گا اور اس طرح سے اصل حدیثیں محفوظ رہیں گی۔

اللہ کے نبی ﷺ نے ذکر کیا:

يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمُ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَدُوَّهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِيْنَ وَ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَ تَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ
اس علم کو ہر آنے والی نسل اٹھائے گی جو اس علم سے غلو کرنے والی کی تحریف کو دور کریں گے اور باطل باندھنے والوں کا جھوٹ اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے۔
(مشکاۃ: کتاب العلم: ۵۱: ہیثمی: ابراہیم بن عبد الرحمن العذری)

۲: صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی ذمہ داری اور اس کے خطرات کو سمجھا

(الف) ذمہ داری

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول ﷺ کی حدیثوں کے بیان کرنے کی اس عظیم ذمہ داری کو سمجھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَّ لَوْ لَا اَيَّتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْا
لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کیا کرتا ہے۔ اگر دو آیتیں نہ ہوتی تو میں حدیث نہیں بیان کرتا پھر انہوں نے آیت پڑھی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى

مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ .

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُّوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

یقیناً جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے نازل کیا دلیلوں اور ہدایت میں سے بعد اس کے کہ ہم نے کتاب میں اسے واضح کر دیا ایسوں پر اللہ لعنت کرتے ہیں اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور کھول کھول کر بیان کر دیا تو ایسوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہوں۔
(بقرہ: ۱۵۹-۱۶۰)

”یقیناً ہمارے مہاجر بھائیوں کو ان کی بازار میں تجارت مشغول کئے رہتی تھی اور ہمارے انصار بھائی ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھے رہتے تھے اور ابو ہریرہ اپنے بھوکے پیٹ کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ سے چٹا رہتا تھا اور ایسے وقت میں حاضر رہتا جس میں وہ نہیں حاضر رہتے اور وہ یاد کرتا جو لوگ نہیں یاد کرتے۔“
(بخاری: ۱۱۸)

(ب) اس کے خطرات

صحابہ کرام بہت ہی زیادہ ڈرا کرتے تھے روایتوں کے بیان کرنے میں۔ اگر انہیں حدیث میں ذرہ برابر بھی شک ہوتا تو وہ حدیث کو لفظ بلفظ بیان کرنے سے بچتے تھے۔
انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“

(صحیح بخاری: ۱۰۸)

جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا تو وہ یقیناً اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّي لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ؟

قَالَ أَمَّا نِي لَمْ أَفَارِقُهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدٍ أَفْلَيْتَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

میں نے زیرِ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ سے اتنی حدیث نہیں سنتا ہوں جیسا کہ فلاں اور فلاں روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں برابر رسول ﷺ کے ساتھ ہی تھا لیکن میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔
(صحیح بخاری: ۱۰۷۰)

جرح و تعدیل: حدیث کی تحقیق کا فن

(الف) ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِبْتَدَرْتُهُ أَبْصَارُنَا وَ أَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِأَذَانِنَا

فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَ الذَّلُولَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

ایک وقت تھا کہ جب ہم کسی آدمی کو کہتے ہوئے سنتے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہماری نظریں اس کی طرف متوجہ ہو جایا کرتی تھیں اور ہمارے کان ان کی باتوں کو سنتے تھے لیکن جب لوگ (ہر پسندیدہ اور بری چیز کو لینے لگے) فتنہ کے شکار ہوئے تو ہم صرف انہی سے لیتے جسے ہم جانتے تھے۔

(مسلم: ج ۱، ص ۱۲: ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی ممانعت اور روایت کے لینے میں احتیاط کرنے کا بیان)

(ب) ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول

ابن سیرین کا بیان ہے

لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ

قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدْعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ

لوگ سندوں کے بارے میں نہیں پوچھا کرتے تھے جب فتنہ واقع ہوا تو لوگ کہنے لگے: تم ہم سے تم نے جن جن سے لیا ان کے نام بیان کرو تو (اس سند میں) اہل سنت کی طرف دیکھا جاتا تو ان کی حدیث لے لیا جاتا اور اگر اہل بدعت پائے جاتے تو ان کی حدیث کو چھوڑ دیا جاتا۔

(مسلم: ج ۱، ص ۱۲، اس بات کا بیان کہ سند دین میں سے ہے اور روایت صرف فقہ راویوں سے لی جائے گی)

(الف) عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول

عبد اللہ بن مبارک کا بیان ہے

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ

سندیں دین کا حصہ ہے اگر سندیں نہ ہوں گی تو کہنے والا جو چاہے گا کہے گا۔

(مسلم: ج ۱، ص ۱۲، اس بات کا بیان کہ سند دین میں سے ہے اور روایت صرف فقہ راویوں سے لی جائے گی)

حدیث کی حفاظت کے تین طریقہ:

(الف) یاد کرنا

عرب کی یادداشت بہت ہی اچھی تھی، اگر وہ کوئی چیز ایک بار یاد کر لیتے تو اسے کبھی نہ بھولتے۔ عام طور سے وہ امی، انپڑھ قوم تھے اور وہ اپنے حفظ پر بہت زیادہ اعتماد رکھتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کو مختلف طریقہ سے سکھنے اور یاد کرنے پر ابھارا کرتے تھے۔ کبھی کبھار تو آپ ﷺ خود ان کے ساتھ بیٹھتے اور کئی دعاء ہرایا کرتے تھے یہاں تک کہ صحابہ اس دعا کو یاد کر لیتے۔ اور اس طریقہ سے اللہ کے رسول ﷺ انہیں دعایا دکرایا کرتے تھے جس طرح قرآن یاد کراتے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَفَى بَيْنَ كَفَيْهِ - الشَّهَدَ
كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے تشہد سکھایا جس طرح آپ ہمیں قرآن سکھاتے تھے اور میرا تھ نبی ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا..... (بخاری: ۶۲۶۵)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ہر معاملہ میں استخارہ سکھایا کرتے تھے جس طرح (آپ ہمیں) قرآن کی سورہ سکھاتے تھے..... (بخاری: ۶۰۱۹)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيتُ كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ فَقَالَ
أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ
فَقُلْتُ بَلَى فَأَهْدِهَا لِي

فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسا ہدیہ نہ پیش کروں جسے میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ تو میں نے کہا کیوں نہیں! ضرور پیش کیجئے، تو انھوں نے مجھ سے کہا ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا: آپ کے اہل بیت پر درود کیسے بھیجا جائے کیونکہ اللہ نے ہم کو تو یہ سکھا دیا کہ آپ لوگوں پر ہم سلام کس طرح بھیجیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہو!..... (بخاری: ۳۳۷۰، مسلم: ۴۰۶)

حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ....

مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے چند کلمات سکھائے جنہیں میں وتر میں کہوں.....

(ابوداؤد: ۱۲۲۵) (صحیح ابی داؤد: ۱۲۶۳)

کئی مرتبہ آپ ﷺ اپنی اہم باتوں کو تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور یاد کر لیں۔

محمد ﷺ نے تو کئی مرتبہ صحابہ کے لئے دعا بھی فرمائی جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جن سے سب سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ
قَالَ ابْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُهُ
قَالَ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ
فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ سے بہت زیادہ حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ تو میں نے اسے پھیلا دیا۔ کہتے ہیں: تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا اور کہا: اسے چٹالو۔ تو میں نے اسے چٹالیا تو اس کے بعد میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ (بخاری: ۱۱۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہیں photographic memory دی گئی تھی۔

(ب) عمل کے ذریعہ

کئی مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمل کر کے دکھاتے تھے کہ یہ کس طرح کیا جائے، مثلاً نماز اور حج کا طریقہ وغیرہ اور انہیں کہتے کہ تم بھی ویسا ہی کرو جیسا کہ مجھے کرتے ہوئے دیکھنا۔

”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي“

اسی طرح نماز پڑھو جیسا کہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(بخاری: ۵۶۶۳، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) (صحیح الجامع: ۸۹۳)

اور یہ تمام اعمال جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا صحابہ کرام نے انہیں محفوظ کر لیا اپنے اعمال میں جاری رکھ کر۔ اور یہ تمام اعمال صحابہ کرام کے عمل میں رہے اور اسی وجہ سے محفوظ بھی رہے۔

(ج) لکھ کر کے احادیث کو محفوظ کیا گیا

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ احادیث رسول ﷺ کے زمانہ میں نہیں لکھی گئیں تھیں۔ جبکہ اس کی بے شمار دلیلیں موجود ہیں کہ احادیث نبی ﷺ کے زمانہ میں لکھی جا چکی تھیں۔ محمد ﷺ فرماتے ہیں

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ

(طبرانی، حاکم، ابن عمر رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۴۴۳۴)

علم کو لکھ کر کے محفوظ کرو۔

۴- اس بات پر چند دلائل کہ حدیث کو لکھ کر محفوظ کیا گیا

(۱) ”صحیفۃ الصدقہ“

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَيْتَنِي قُرَيْشٌ
وَقَالُوا اتَّكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرَّضَا
فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

فَأَوْمَأَ بِإصْبَعِهِ إِلَيَّ فَقَالَ أَكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

میں ہر وہ چیز لکھ لیا کرتا تھا جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا میرا ارادہ ہوتا کہ اسے یاد کروں تو قریش نے مجھے روک دیا اور ان لوگوں کا کہنا: کیا تم ہر وہ چیز لکھ لیتے ہو جسے تم رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو انسان ہیں ناراضگی اور خوشی کی حالت میں بات کرتے ہیں کہتے ہیں تو میں لکھنے سے باز آ گیا اور اس کا میں نے نبی ﷺ سے ذکر کیا پس اپنے منہ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا: بکھو! قسم! اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلتا۔

(ابوداؤد: ۳۶۴۶، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) (صحیح ابی داؤد: ۶۹۵)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ
اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی مجھ سے زیادہ حدیث کا بیان کرنے والا نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔
(صحیح بخاری: ۱۱۳)

عبداللہ بن عمرو کی جمع کی گئی احادیث کو ”صحیفۃ الصدقہ“ کہا جاتا تھا۔

ابوقبیل کہتے ہیں

كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ وَ سُئِلَ أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تَفْتَحُ أَوَّلًا الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةٌ؟ فَدَعَا عَبْدُ اللَّهِ بِصَنْدُوقٍ لَهُ
حَلْقٍ قَالَ فَأَخْرَجَ مِنْهُ كِتَابًا قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَكْتُبُ إِذْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ
الْمَدِينَتَيْنِ تَفْتَحُ أَوَّلًا الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَدِينَةُ هِرَقْلٍ تَفْتَحُ أَوَّلًا يَعْنِي قُسْطَنْطِينِيَّةً
ہم عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان سے پوچھا گیا: کون سا شہر پہلے فتح کیا گیا قسطنطنیہ یا روم؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک صندوق منگوایا جس میں
تالا لگا ہوا تھا۔ کہتے ہیں تو اس سے ایک کتاب نکلوایا۔ کہتے ہیں پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ کے رسول ﷺ کے درمیان بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے کہ آپ سے
سوال کیا گیا: کون سے شہر پہلے فتح کئے جائیں گے قسطنطنیہ یا روم؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہرقل کا شہر پہلے فتح کیا جائے گا یعنی قسطنطنیہ۔
(مسند احمد: ۶۶۳۵، دارمی: ۴۸۶۱، حاکم: (صحیح: السلسلۃ الصحیحہ: ۴)

(۲) عمرو بن حزم کا صحیفہ

اللہ کے رسول ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک کتاب لکھی جسے عمرو بن حزم کے ساتھ یمن بھیجا کہ وہ انھیں پڑھ کر سنائیں جس میں تلاوت قرآن، نماز، زکوٰۃ، طلاق، غلاموں کو آزاد کرنا
اور قصاص اور دیت کے مسائل ذکر تھے۔ اسی طرح فرائض و سنن اور بڑے بڑے گناہوں کا بھی ذکر تھا۔
(مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، دارمی، دارقطنی، ترمذی) (صحیح لغیرہ: صحیح الترغیب: ۱۳۴۱)

(۳) صحیفہ علی رضی اللہ عنہ

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک کتاب لکھوائی اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا
علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ قُلْتُ: فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟

قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكَ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے؟ ابو حنیفہ کہتے ہیں میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیت، قیدیوں کو آزاد کرنا اور یہ چیز
کہ کسی مسلم کو کافر کے بدلہ میں نہیں قتل کیا جائے گا۔
(بخاری: ۱۱۱۱)

(۴) خطبات اور خطوط

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتُبُوا لِي فَقَالَ ”اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ“

جب مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور انہوں نے نبی ﷺ کا خطبہ ذکر کیا۔ کہتے ہیں پھر یمن کا ایک شخص کھڑا ہوا جسے ابو شاہ کہا جاتا تھا۔ تو اس نے کہا: اے
اللہ کے رسول ﷺ! میرے لئے لکھواد دیجئے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ابو شاہ کے لئے لکھ دو۔

قُلْتُ لِأَبِي عَمْرٍو مَا يَكْتُبُوهُ؟ قَالَ الْخُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَهَا يَوْمَئِذٍ مِنْهُ

میں نے ابو عمرو سے کہا کہ ان لوگوں نے ان کے لئے کیا لکھا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ خطبہ لکھا جو انہوں نے اس دن سنا تھا۔
(ابوداؤد: ۲۰۱۷، صحیح ابی داؤد: ۱۷۷۶)

اللہ کے رسول ﷺ نے حاکموں اور بادشاہوں کے پاس سو سے کم خط اور ہدایت نامہ نہیں بھیجے جن کے اندر کئی اصول و ضوابط موجود تھے۔

(۵) احادیث تابعین کے ذریعہ جمع اور اکٹھا کی گئیں

نیچے ان بارہ بڑے بڑے اللہ کے رسول ﷺ کے اصحاب کی فہرست ہے جن کی روایتیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۵۳۷): ان سے ان کے نو شاگردوں نے احادیث کو لکھا۔

ابن عمر (۲۶۳۰): ان کے آٹھ شاگردوں نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔

انس بن مالک (۲۲۸۶): ان کے سولہ شاگردوں نے ان سے حدیثیں بیان کی ہیں۔

عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا (۲۲۱۰): ان کے تین شاگردوں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔

ابن عباس (۱۶۶۰): ان سے ان کے نو شاگردوں نے حدیثیں لکھی ہیں۔

جابر بن عبد اللہ (۱۵۴۰): ان کے چودہ شاگردوں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔

ابو سعید الخدری (۱۱۷۰): ان کے کسی بھی شاگرد نے حدیث نہیں لکھی۔

ابن مسعود (۷۸): ان کے کسی بھی شاگرد نے حدیث نہیں لکھی۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص (۷۰): ان کے سات شاگردوں نے ان سے حدیثیں تحریری شکل میں لکھی ہیں۔

عمر بن الخطاب (۵۳۷): ان کی کئی حدیثیں حکومت کے کاغذات میں موجود رہی۔

علی بن ابی طالب (۵۳۶): ان کے آٹھ شاگردوں نے ان کی حدیثوں کو لکھ کر محفوظ کیا۔

ابو موسیٰ الاشعری (۳۶۰): ان کی کچھ حدیثیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ لکھی ہوئی شکل میں تھیں۔

براء بن عازب (۳۰۵): اپنی روایتیں لکھا یا کرتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نو شاگردوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ان سے حدیثوں کو لکھتے تھے۔ اور ”ہمام بن منبہ“ کے مخطوطات باقی رہے جس کی تصحیح ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی اور

۱۹۶۱ء میں اسے حیدرآباد، ہند سے شائع کیا گیا۔

۴۔ نظریات اور موقف: مسلمانوں کے درمیان حدیث سے متعلق

مسلمانوں کے درمیان حدیث کے متعلق چار نظریات پائے جاتے ہیں

۱: کچھ ہر چیز کو قبول کر لیتے ہیں

یہ گروہ جو کہ ہر اس چیز کو تسلیم کر لیتا ہے جسے اللہ کے نبی ﷺ کے نام پر بیان کیا جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس بات سے جاہل ہوتے ہیں کہ کچھ حدیثوں کو نبی ﷺ کے نام پر گڑھ لیا گیا

ہے۔ اور انہیں اس خطرناک مسئلہ کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ نبی ﷺ کے نام میں جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

جب کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“

(صحیح بخاری: ۱۰۸: انس رضی اللہ عنہ)

جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا تو وہ یقیناً اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

اوپر دی گئی خبریں ان شاء اللہ اس خطرناک شبہ کو دور کرنے میں ہماری مدد کرے گی۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ موضوع اور ضعیف روایات ہمارے دین کا اصول نہیں ہو سکتیں۔ جب ہمیں بہت سا سونا ملے تو ہم اسے بیچنے سے پہلے تحقیق (چیک) کریں گے۔ تو پھر کیوں ہم وہ چیز کو بلا تحقیق کے لیں جو کہ بہت ہی زیادہ قیمتی ہیں، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو جو دین کے نام پر ہوتی ہے اسے لے لیتے ہیں۔ ہمیں کبھی حدیث کہ صحت کو جان لینا چاہیے اس سے پہلے کہ ہم اسے دین کا حصہ کہیں۔

۲: ہر چیز کو رد کر دیتے ہیں

یہ گروہ پہلے گروہ کے بالکل مخالف ہے جو ہر حدیث کو رد کر دیتا ہے۔ جن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے لئے قرآن کافی ہے حدیث کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

۳: صرف اسی چیز کو قبول کرتا ہے جو ان کی عقل مانتی ہے

اس گروہ نے حدیث کے قبول کرنے اور رد کرنے میں اپنی نئی اصطلاح کو ایجاد کیا ہے۔ اگر حدیث ان کی عقل سے ٹکراتی ہے یا سائنس یا قرآن کی باتوں سے ان کی سوچ کے مطابق حدیث میں ٹکراؤ ظاہر ہوتا ہے وہ اسے رد کر دیتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو سونے کو روشنی میں چیک کرتا ہے۔ اگر وہ چمکتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ سونا اصلی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ کئی غلطیاں اس طریقہ سے اس سے ہو جائیں۔ بسا اوقات وہ ایسی چیز کو لے سکتا ہے جسے وہ سونا سمجھے لیکن وہ سونا نہ ہو اور کبھی ایسا ہوگا کہ وہ قیمتی سونے کو خراب چمک کی وجہ سے چھوڑ دے۔

۴: جو صحیح کو لیتا ہے اور غلط کو چھوڑ دیتا ہے

حدیث کو لینے اور چھوڑنے میں یہی صحیح طریقہ ہے کہ صحیح کو لیا جائے اور غلط کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ غلط ثابت ہو جائے۔ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر آپ اصول حدیث، اسماء الرجال اور حدیث کے بنیادی اصولوں میں ماہر ہیں تو آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ کون سی حدیث صحیح ہے لیکن اگر آپ ماہر نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی ہمیں راستہ دکھایا ہے جیسا کہ سورہ نحل ۱۶: ۴۳، سورہ انبیاء ۲۱: ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”تم اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔“

چوتھی فصل: ایک غلط خیال

(الف) نبی ﷺ تو ایک انسان تھے

اکثر ذہنوں میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ محمد ﷺ تو ایک انسان تھے جیسا کہ قرآن صاف طور سے سورہ کہف ۱۸: ۱۱۰ اور سورہ فصلت ۴۱: ۶ میں فرماتا ہے۔ اس لئے یہاں ایک سوال ہے کہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے تھے تو حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ایک انسان تھے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ يَقُولُونَ يُلْقِحُونَ النَّخْلَ فَقَالَ

مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَتْ خَيْرًا فَرَكُّوهُ فَفَقَصَتْ

أَوْ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكِّرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ

وَ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ

کہ نبی ﷺ مدینہ آئے اور وہ کھجوروں میں تاہیر کیا کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ وہ کھجوروں کو گاہا کرتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم ایسا ایسا کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: کاش کہ تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہوگا۔ تو لوگوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا تو اس سال کھجور کم ہوئی۔ تو انہوں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کے تعلق سے کچھ حکم دوں تو اسے لیا کرو۔ اور جب میں

تمہیں کوئی رائے دوں تو میں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔

(مسلم: ۲۳۶۲)

یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ یہ حکم دینی امور میں سے ہے اور یہ صرف اللہ کے رسول ﷺ کی رائے ہے؟ سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی ہمارے لئے اللہ کی طرف سے متعین کی گئی اسوہ اور نمونہ ہے اور اللہ ہی نے ہمیں ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ اور جب بھی اللہ کے رسول ﷺ اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اسے واضح کر دیتے ہیں مثلاً: سورہ عیسٰی ۱۰-۱۱ میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنے چہرے کو ایک نابینا صحابی عبد اللہ بن ام کلتوم سے پھیرا جب کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو کاٹتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا اور رسول ﷺ قریش مکہ کے سرداروں کو دعوت دے رہے تھے۔ تو اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئی اور اللہ کے رسول ﷺ کو ڈانٹا۔ اس طرح کی مثالیں قرآن میں بیشمار موجود ہیں جیسے کہ سورہ تحریم ۶۶: ۱ میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے اس وقت اصلاح کی جب کہ انہوں نے اپنے آپ پر شہد کو حرام کر لیا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے لئے نبی ﷺ کی بات یا عمل کو لوگوں کے لئے واضح کر دیا کرتا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ چاہتا کہ وہ اس بات میں اتباع نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو اپنے بندوں کے لئے بیشمار طریقوں سے واضح کیا کرتا ہے:

۱: قرآن میں کوئی حکم نازل کر کے

اس کی کچھ مثالیں اوپر بیان کی جا چکی ہیں مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اعراض کرنے پر منع نہیں کرتا تو یہ سنت بن جاتی کہ جب بھی کوئی ہماری بات کاٹے تو ہم اس سے منہ موڑ لیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اسوہ بنایا تو ان کی غلطیوں کو بھی درست کرتا رہا۔

۲: قرآن کے علاوہ دوسرے الہام اور وحی کے ذریعہ

اس سے متعلق چند واقعات ہیں جو ہمیں احادیث میں ملتے ہیں

۳: کسی واقعہ کو ظاہر کر کے

اس کی مثال اس واقعہ میں موجود ہے جو مدینہ میں کھجور کے درخت کے تعلق سے پیش آیا۔ غور کیجئے! اگر اللہ چاہتا تو نبی ﷺ کے کہنے کی وجہ سے اللہ اس سال بھی اور زیادہ پھل دیتا اور بغیر تاہیر کے بھی باسانی پھل دیتا۔ لیکن اگر جو واقعہ ہوا ایسا نہ ہوتا تو ہر دور کے لوگوں کے لئے یہ چیز حرام ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو قانون دینے والا بنایا اسی وجہ سے ان کی اتباع کو واجب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری تھا کہ ان کی اس حال میں سدھار کرے اور سدھار اس وقت ہوتی رہی جب کوئی حادثہ پیش آتا۔ اس کے علاوہ سدھار کی اور بھی کئی قسمیں ہیں جو احادیث میں پائی جاتی ہیں کبھی کوئی نرم سوال کے ذریعہ سدھار ہوتا۔

یہاں پر ایک اہم نقطہ کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ اگر کسی بات پر کوئی اصلاح نہ ہو جو ہوتے رہے یا پائے جاتے ہوں تو ایک شخص ان کے بارے میں کیا خیال کرے؟ اگر کوئی اصلاح نہ ہو اور معاملہ ہوتا ہی رہے تو ہمیں یہ خیال کرنا چاہیے کہ جو کچھ رسول ﷺ نے کہا، کیا یا نبی ﷺ کا کسی کام کو دیکھ کر خاموش رہنا ہم پر حجت ہے، اور اگر وہ عمل نبی ﷺ کے خود کی طرف سے آئے تو اللہ یقیناً اس کی وضاحت کر دیتا ہے۔ اور اگر معاملہ ایسا نہ ہو یعنی اللہ اس پر کوئی منع یا حکم نہ نازل کرے تو اس کا معنی ہوا کہ وہ ہمارے لئے حجت ہے اور ہمیں اس کی اطاعت اور اتباع واجب ہے۔ اور ہمیں اسکے لئے اللہ پر بھروسہ رکھنا ہوگا۔ اگر ایک بندہ حدیث کے متعلق براہر شک میں رہے کہ وہ محمد ﷺ کی ہی طرف سے ہے اور یہ کہ اس معاملہ میں کوئی تصحیح اللہ رب العالمین نے نہیں اتاری تو یقیناً وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہا ہے اور یہ غلط نظریہ حقیقت میں نبی ﷺ کی اطاعت کے متعلق اللہ رب العالمین کے حکم کی نافرمانی کرنا ہے اور ان کے اسوہ کی اتباع کے تعلق سے۔ اور جب ایک بندہ حدیث میں شک کرے تو حقیقت میں وہ اللہ کے بارے میں شک کر رہا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَيْتَنِي قُرَيْشٌ
وَقَالُوا أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْعَصَبِ وَالرِّضَا
فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

فَأَوْمَأَ بِأَصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ أَكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

میں ہر وہ چیز لکھ لیا کرتا تھا جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا میرا ارادہ ہوتا کہ اسے یاد کروں تو قریش نے مجھے روک دیا اور ان لوگوں کہا: کیا تم ہر وہ چیز لکھ لیتے ہو جسے تم

رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو انسان ہیں ناراضگی اور خوشی کی حالت میں بات کرتے ہیں کہتے ہیں تو میں لکھنے سے باز آ گیا اور اس کا میں نے نبی ﷺ سے ذکر کیا پس اپنے منہ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا: بکھو! تم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلتا۔ (ابوداؤد: ۳۶۴۶: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح ابی داؤد: ۶۹۵)

خاتمہ

آج بہت سے غیر مسلم جس طریقہ سے حدیث کو محفوظ کیا گیا اس پر تعجب کرتے ہیں، کہ راویوں کی سند کے ذریعہ سے، رجال کی کتابیں جس میں ۶۴۰،۰۰۰ سے بھی زیادہ راویوں کی تفصیل محفوظ ہیں۔ جس میں وہ طریقہ سے کہ جس سے ہم جان سکتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں سے اس کام کی خدمت لی ہے۔ جب کہ ہمیں اس بات سے شک نہیں کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے نبی ﷺ کی باتیں، افعال اور تقریریں اور نبی کی مکمل تفصیل کو محفوظ کیا ہے کیونکہ یہ بھی اس کی دین کی حفاظت کے لئے ضروری تھا تا کہ تمام لوگ قیامت کے دن حق دین کے ساتھ آئیں۔